عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۲
صفر المظفر
۱۴۱۹ھ
جون
۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار

رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ
ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التورٰیۃ
ومثلھم فی الانجیل

بیاد مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمہ اللہ

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۲/۲ ۳۵

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ

پاکستانی ایٹمی جواب	اداریہ	۳
جان جوزف کی پراسرار ہلاکت	علماء کرام کی مشترکہ پریس کانفرنس	۵
حیات عیسیٰ علیہ السلام	تقریر مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ	۱۱
اتفاق سے اتحاد تک	صاحبزادہ طارق محمود	۱۶
قادیانی شبہات کے جوابات	ادارہ	۲۰
میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی	حافظ بشیر احمد مصری	۲۳
ایک قادیانی سے گفتگو	مولانا اللہ وسایا	۳۲
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	۴۲
فتنہ قادیانیت سے متعلق ایک خط کا جواب	مولانا قاضی احسان احمد	۴۹
مسلمان بھائیوں کے نام ایک خط	بشیر احمد گمنبٹ	۵۳
تبصرہ کتب	ادارہ	۵۵

اداریہ

پاکستانی ایٹمی جواب

حالیہ شمارہ کے لئے راقم نے ”بھارتی ایٹمی دھماکہ۔۔۔ ہمارا ایٹمی سناٹا“ کے عنوان سے اداریہ سپرد قلم کیا تھا۔ جو 28 مئی کی سہ پہر ہونے والے پاکستانی ایٹمی دھماکوں کی نذر ہوگیا۔ پاکستان نے پانچ کامیاب ایٹمی دھماکے کرکے بھارت کے پانچ ایٹمی دھماکوں کا حساب چکادیا۔ 28 مئی 1998ء کا دن ہماری قومی ملی تاریخ میں بلاشبہ تاریخ ساز عہد آفرین اور یادگار حیثیت کا حامل رہے گا۔ پاکستان عالم اسلام کا پہلا ملک ہے۔ جسے نہ صرف ایٹمی طاقت ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے بلکہ وہ دنیا کے چھ بڑے ملکوں امریکہ، روس، چین، فرانس، برطانیہ اور بھارت کی صف میں شامل ہوگیا ہے۔

☆ ایٹمی دھماکوں کے بعد پاکستانی قوم ایک ایسے موڑ پر آن کھڑی ہوئی ہے جہاں اس نے خود اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا ہے۔ قدرت نے قوم کو ایک سنہری موقع دیا ہے۔ قومیں ابتلاو آزمائش کی گھڑیوں میں کندن بنا کرتی ہیں۔ بھارت نے اگنی، پرتھوی، میزائل کے تجربات کئے۔ پھر یکے بعد دیگرے پانچ ایٹمی دھماکے کرکے پورے علاقہ میں طاقت کے توازن کا مسئلہ پیدا کیا۔ چھوٹے ہمسایہ ملکوں کو ہراساں اور مرعوب کرنے کی کوشش کی۔ لیکن عالمی ضمیر بھارت کی اس سینہ زوری پر بیدار نہ ہوسکا۔ امریکی صدر کلنٹن برطانوی وزیراعظم پاکستان کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکہ کے بعد امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک ہمارے بارے میں کیا طرز عمل اور کیا رویہ اختیار کریں گے۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ لیکن ایک بات طے شدہ ہے کہ بھارت کے بمقابل پاکستان کو ایک اسلامی ملک ہونے کے ناطے یہ ممالک سزا دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑیں گے۔

• اگرچہ ہمیں اپنی سلامتی، دفاع، اور آزادی کے تحفظ کا اسی طرح حق حاصل ہے جس طرح دنیا کے باقی آزاد ملکوں کو حاصل ہے۔ ہم نے نام نہاد ناخداؤں کا حکم نہ مان کر بلاشبہ ایک زندہ اور آزاد و خود مختار قوم ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ ہم نے اپنے اوپر لگی غلامی کی چھاپ کو اتار دیا ہے۔ ہم نے امریکی غلامی کا طوق پھینک ڈالا ہے۔ ہم نے کشکول گداگری کو ٹھوکر ماردی ہے لیکن اب ہمیں عملاً“ اپنے آپ کو غیرت مند، خوددار، آزاد اور باوقار زندہ قوم ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ اگر پاکستان پر اقتصادی پابندیاں عائد ہوئیں تو ہمیں خندہ پیشانی سے

ان کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔ یہ پابندیاں ان شاء اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے ضمن میں بابرکت ثابت ہوں گی۔ ماضی میں جن ممالک پر امریکہ ویورپ نے اقتصادی پابندیاں عائد کیں انہیں اقتصادی اور معاشی طور پر استحکام حاصل ہوا۔

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

برصغیر پاک وہند کی تقسیم کے بعد بھارت نے 1948ء میں ہی ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھ دی تھی۔ بھارت شروع دن سے اسلام اور مسلمانوں کو یہود کے ساتھ مل کر مٹانے، جھکانے دبانے کی پالیسی پر گامزن رہا۔ ہمسایہ ملک ہونے کے ناطے پاکستان کے ساتھ مختلف قسم کے تنازعات کی صورت میں بھارت نے پاکستان کو ختم کرنے کی سازشوں کو پروان چڑھایا۔ بھارت کے برعکس ہم باہمی تصادم، انتشار، سیاسی عدم استحکام، فرقہ واریت، علاقائی تعصبات، لسانی جھگڑوں، مذہبی دہشت گردی، تخریب کاری کی بنا پر مسلسل غیر یقینی صورت حال کا شکار رہے۔ ہمیں سب سے زیادہ نقصان کرسی کے کھیل نے پہنچایا۔ ہوس اقتدار میں ملک کو دولخت کیا گیا۔ سیاست دانوں اور حکمرانوں نے اس ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ قرض خوروں نے قرضے ڈکار لئے۔ ہم نے حقیقتاً "پاکستان کو وطن کی بجائے کرائے کا ملک سمجھا۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ آج ہمارے راہنماؤں کا بیرون ملک بنکوں میں رکھا گیا ایک سو ارب ڈالر کا سرمایہ ضائع ہوگیا ہے۔ اگر ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں تو محسوس ہوگا کہ اپنے وطن کے ساتھ ہم نے کتنے ستم کئے ہیں۔ اس وطن نے ہمیں پناہ دی، سایہ فراہم کیا، عزت دی، خوشحالی دی، ہمیں بحیثیت پاکستانی قوم اس پر سوچنا ہوگا۔ اس موڑ پر فیصلہ کن گھڑی آگئی ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف نے نشری تقریر میں جس درد اور قرب کا اظہار کیا ہے ہمیں اب حب الوطنی کے جذبہ میں سرشار ہونا ہوگا۔ ہمیں سادگی اختیار کرنا ہوگی۔ ہمیں اب اپنا مزاج بدلنا ہوگا۔ اس موڑ پر ذہنی انقلاب کی ضرورت ہے۔ شکرانے کے طور پر ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ تاکہ قیام پاکستان کے حقیقی تقاضے پورے ہوسکیں۔ اگر اس وقت قوم نے اپنا قبلہ درست نہ کیا تو ہمارا سارا ایٹمی پروگرام غارت جائے گا۔

ہماری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

جان جوزف کی پراسرار ہلاکت

فیصل آباد میں علماء کرام کی مشترکہ پریس کانفرنس

۶ مئی ۱۹۹۸ء کو ساہیوال میں فیصل آباد کے معروف بشپ جان جوزف کی پر اسرار ہلاکت کا واقعہ رونما ہوا۔ ان کے موقع کے ساتھیوں نے اسے خود کشی کا واقعہ قرار دیا۔ ڈاکٹر جان جوزف کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور مسیحی اقلیت میں مذہبی پیشوا کی حیثیت سے متحرک اور فعال شخصیت تھے۔ ملک بھر میں توہین رسالت سے متعلق مقدمات کی پیروی، سرپرستی اور کھل کر معاونت کرتے تھے۔ تحفظ ناموس رسالت کے قانون 295 سی کے خاتمہ کی تحریک میں پیش پیش تھے۔ ہیومن رائٹس کی تنظیموں کے علاوہ لادین مسلمان لابیوں کے ساتھ ان کے ذاتی تعلقات تھے۔ چونکہ ان کے پاس بیرونی گرانٹ اور مالی امداد کی بہتات تھی۔ اس لئے وہ اپنی اقلیت کے رفاعی کاموں میں عملی مدد بھی کرتے تھے۔ بشپ ڈاکٹر جان جوزف کی ہلاکت کے بعد پیدا شدہ صورتحال ہیجان خیزی کا باعث بنی۔ مسیحوں کے بلاجواز اشتعال مظاہروں کے بعد رد عمل میں مسلمان بھی سڑکوں پر نکل آئے۔

11-12 مئی اتوار اور سوموار دو دن فیصل آباد کی صورتحال انتہائی مخدوش ہوگئی۔ فیصل آباد کے علماء اور تاجر راہنماؤں نے دینی جذبات کے اظہار کے ساتھ ساتھ امن وامان کو برقرار رکھنے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ ملک کے معروف عالم دین مولانا محمد ضیاء القاسمی کی دعوت پر مختلف مکاتب فکر کی شخصیات کا ایک خصوصی اجلاس 10 مئی کو شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد کی زیر صدارت جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد میں ہوا۔ جس میں غور وخوض کے بعد تحریک ناموس رسالت کے آغاز کی بنیاد رکھتے ہوئے اعلان کیا گیا۔ 11 مئی کو فیصل آباد میں احتجاجی جلسہ وجلوس کا اہتمام کیا گیا۔ اور 12 مئی کو پورے شہر میں ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ 13 مئی کو مقامی ہوٹل میں مشترکہ پریس کانفرنس رکھی گئی۔ تاکہ پریس کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبات حکومت تک پہنچائے جائیں۔ اس مشترکہ پریس کانفرنس کا انتظام مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما صاحبزادہ طارق محمود اور مولوی فقیر محمد کی طرف سے کیا گیا تھا۔ پریس کانفرنس سے مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا شیر محمد سیالوی، مولانا سعید اسد، مولانا یوسف انور، مولانا نصیر الدین نقشبندی، نے خطاب کیا۔ جبکہ صاحبزادہ طارق محمود نے مشترکہ پریس کا تحریری مسودہ پڑھا۔

☆ بشپ ڈاکٹر جان جوزف کی پراسرار ہلاکت اور اس سے پیدا شدہ صورتحال

☆ فیصل آباد شہر میں مسیحیوں کے احتجاجی جلوس میں کلمہ طیبہ، درود پاک کی توہین

☆ دینی جذبات مجروح کرنے پر مسلمانوں کا ردعمل، غم وغصہ اور احتجاجی ہڑتال

☆ آئندہ تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے لائحہ عمل

کے ضمن میں آپ کو زحمت دی گئی ہے۔ جس کے لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ جہاں تک ڈاکٹر جان جوزف کی خودکشی کا تعلق ہے اب تک جو حقائق اور تفصیلات سامنے آئی ہیں ان سے اس شک کو تقویت ملتی ہے کہ خودکشی کا واقعہ درست نہیں بلکہ انہیں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قتل کیا گیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آنجہانی ڈاکٹر کے اقدام خودکشی پر قانونی تقاضوں کے برعکس ساہیوال پولیس نے دفعہ 309 ت پ کے تحت مقدمہ درج نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پولیس اس واقعہ پر یقین نہیں رکھتی۔ اب تو بعض مسیحی راہنماؤں کی طرف سے کھلم کھلا کہا جا رہا ہے کہ ڈاکٹر جان جوزف نے خودکشی نہیں کی بلکہ انہیں قتل کیا گیا ہے۔ بشپ ڈاکٹر جان جوزف کی ذاتی زندگی کے حوالہ سے بھی اور مذہبی پیشوا ہونے کی حیثیت سے بھی اس واقعہ کی حقیقت کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام اور عیسائیت دونوں بڑے مذاہب میں خودکشی کو حرام اور ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔ خودکشی ناامیدی کی صورت میں انتہائی بزدلانہ اقدام ہے۔ جس کی ایک پادری سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ 27 اپریل 1998ء کو دفعہ 295 سی کے تحت ایوب مسیح کو دی جانے والی سزائے موت کے بعد ڈاکٹر جان جوزف نے کبھی بھی مایوسی کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ 5 مئی 1998ء کو اپنی آخری تحریر میں (جس کی فوٹو کاپی نمائندگان پریس کو پریس ریلیز کے ساتھ دی جا رہی ہے) انہوں نے ملزم کو بچانے کی تحریک میں عزم وارادے کا اظہار کیا ہے۔ 6 مئی 1998ء کو رات کی تاریکی میں سیشن کورٹ کے سامنے جہاں عمارت واضح نظر نہیں آتی اپنے آپ کو گولی مارنے کا اقدام خاصا مضحکہ خیز محسوس ہوتا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایوب مسیح کے مقدمہ کی سماعت تو ساہیوال جیل میں ہوئی۔ فیصلہ بھی وہیں سنایا گیا لیکن اقدام خودکشی اندھیرے کی دبیز چادر اوڑھے سوئی ہوئی عدالت کی عمارت کے سامنے کیا گیا ہے۔ وقوعہ کے بعد ہمیشہ زخمی یا مرنے والے کو فوری طور پر ہسپتال پہنچایا جاتا ہے۔ جبکہ بشپ کی نعش ساری رات اسی جگہ پڑی رہی۔ وقوعہ کو دہشت گردی بھی کہا جا سکتا تھا لیکن واقعہ کو خودکشی کا رنگ دینے کا بڑا مقصد آنجہانی کو مسیحی اقلیت کے حقوق کی جنگ کا شہید اور ہیرو بنا کر اصل واقعہ کی پردہ پوشی مقصود تھی۔ چیف بشپ اور بعض دوسرے مسیحی راہنماؤں کے بیانات نے خودکشی کے واقعہ کو ڈرامہ قرار دے کر ان کے قتل کی واضح نشاندہی کردی ہے۔ غیر جانبدارانہ تحقیقات اور دیانتدارانہ تفتیش کے بعد صورتحال چند دنوں تک مزید واضح ہو کر سامنے آجائے

ناہم ضروری ہے کہ ڈاکٹر جان جوزف کیس کے دو کردار فادر یعقوب فاروق اور ڈرائیور پطرس کو فوری حراست اور حفاظت میں لیا جائے۔ بیرون ملک فرار کئے جانے کے علاوہ انہیں ٹھکانے لگا کر مدعا بھی غائب سکتا ہے۔

ہم قومی پریس کے شکر گزار ہیں۔ کہ اخبارات نے ڈاکٹر جان جوزف کی پر اسرار ہلاکت کے حوالہ م انکشافات کر کے بعض اہم پہلوؤں پر تفتیش کو صحیح رخ پر لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس سے انکار لیا جاسکتا کہ آنجہانی ڈاکٹر جان جوزف نوٹوں میں کھیلتے تھے اور ڈالروں میں سوتے تھے۔ انسانی حقوق کی بین ں تنظیموں سے ان کے باقاعدہ رابطے اور ضابطے تھے۔ عیسائیت کی تبلیغ کے فنڈز' مسیحی اقلیت کے فلاحی ں کی امداد کے علاوہ بعض صوابدیدی فنڈز میں انہیں خود مختاری حاصل تھی۔ اس لئے یہ مطالبہ جائز ہو گا کہ ں بشپ کی زیر سرپرستی چلنے والی تنظیم کاری تاس کے بنک اکاؤنٹ اور دیگر اثاثوں کی تفصیلی جانچ پڑتال کی اور اس بات کی تحقیقات کی جائے کہ ان اثاثوں پر مسیحی قیادت میں باہمی تنازعات کس نوعیت کے حامل حکومت دینی مدارس سے متعلق آئے روز ان کی بیرونی امداد کے بارے میں پڑتال کا اعلان کرتی ہے' اور اپنے حسابات کی پڑتال کے لئے مجبور کیا جاتا ہے لیکن اقلیتوں کو اور بالخصوص مسیحی مشنری اداروں کی ملک کی امداد کے سلسلہ میں حکومت کیوں خاموش ہے؟ ایوب مسیح کی سزائے موت کے بعد 15 لاکھ ں گرانٹ کے باہمی تنازعہ کے پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مسیحی برادری کی جانب سے مسلسل اور توہین رسالت ﷺ کے جرم کے ارتکاب سے اس بات کا بھانڈہ پھوٹ جاتا ہے کہ یہ سارا بیرونی امداد کے کے حصول کا گھناؤنا چکر ہے۔

بشپ ڈاکٹر جان جوزف کے قتل کے واقعہ کا ایک مقصد یہ تھا کہ مسیحی قوم کے جذبات کو ابھار کر سی ایکٹ کی تنسیخ و من پسند ترمیم کے لئے انہیں سڑکوں پر لا کر امن وامان کا مسئلہ پیدا کیا جائے۔ بشپ وزف کی تدفین ان کے آبائی گاؤں خوش پور میں ہونا تھی۔ لیکن میت کو وہاں سے اٹھا کر بشپ ہاؤس میں نے کے لئے فیصل آباد لایا گیا۔ اس موقع پر مسیحی اقلیت کو مشتعل کر کے سڑکوں پر لایا گیا۔ خودکشی کے ان کا احتجاج قطعی بلاجواز تھا۔ چنانچہ مشتعل ہجوم میں شامل مسیحی افراد نے مسلمانوں کے خلاف نازیبا استعمال کئے۔ کلمہ طیبہ' اور درود پاک کے بورڈوں پر جوتے مارے۔ مسلمان نوجوانوں نے موقع پر ایک نچھا مسیحی کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کیا۔ چنانچہ مسلمانوں کے احتجاج کے بعد رات گئے ملزم کے خلاف ں کا مقدمہ درج کیا گیا۔ مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح ہوئے۔ چنانچہ رد عمل کے طور پر مسلمانوں غم وغصہ کا اظہار کیا۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء اور تاجر راہنماؤں کی اپیل پر 10 مئی کو احتجاجی جلسہ

وجلوس نکالا گیا' اور ۱۱ مئی کو پورے شہر میں ہڑتال کی گئی۔ کلمہ طیبہ اور درود پاک کی توہین کے مرتکب باقی ملزمان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ غیر ملکی میڈیا نے عیسائی بستیوں پر مسلمانوں کے حملوں اور مالی نقصان کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

ہم مسیحی اقلیت کے راہنماؤں کو بارہا اس امر کا یقین دلا چکے ہیں کہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا قانون کسی مخصوص اقلیت کے لئے نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو گستاخی رسول ﷺ یا اہانت رسول ﷺ کا مرتکب ہوتا ہے۔ قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ غیر مسلم اقلیتوں کی زندگیوں کے لئے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ اہانت رسالت ماب ﷺ کے مرتکب کو عدالت میں پیش کر کے پوری پوری صفائی کا موقع فراہم کردیا جائے؟ اگر وہ گستاخی رسالت ماب ﷺ کا مرتکب نہیں تو پھر کیا یہ بہتر نہیں کہ وہ اپنی بے گناہی کا پروانہ عدالت سے حاصل کر کے مسلمانوں کے غیض وغضب سے بچ جائے۔ سلطنت مغلیہ کے سقوط کے بعد 1860ء میں برٹش گورنمنٹ نے توہین رسالت ﷺ کے قانون کو منسوخ کیا تو مسلمان سرفروشوں نے اس قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے کر گستاخان رسول ﷺ کو جہنم واصل کیا۔ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا قانون نافذ ہونے کے بعد اب معاملہ افراد کی بجائے عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آگیا ہے جو تمام شہادتوں اور حقائق کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کرتی ہے۔ اسلامی تعزیر کی بنیاد رومن لاء کے برعکس نیت (Intention) اور ارادہ پر رکھی گئی ہے۔ جس سے جرم کا تعین کرنا آسان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شک کا فائدہ بھی اسلامی قانون کی رو سے ملزم کو پہنچتا ہے۔ کیا مسیحی اقلیت کے راہنما یہ چاہیں گے کہ اس قانون کو ختم کر کے عدالتوں کے بجائے گستاخی رسول ﷺ کے واقعات کا فیصلہ گلیوں بازاروں اور چوکوں چوراہوں میں مسلمان خود کریں۔ 1994ء میں توہین رسالت ﷺ کے ضمن میں لاہور ہائی کورٹ کے تاریخی فیصلہ میں یہی موقف اختیار کیا گیا تھا کہ اگر گستاخ رسول ﷺ کے لئے سزائے موت کا قانون ختم کیا گیا تو لوگ موقع پر سزا دیں گے۔ عدالت عالیہ نے یہ بھی کہا کہ دفعہ 295 سی آئین سے متصادم نہیں یہ ملزم کی زندگی کی ضمانت دیتی ہے۔ جس کے تحت اسے اپنے دفاع اور اپیل کی اجازت ہوتی ہے۔ اسے حذف کرنے سے دور قدیم لوٹ آئے گا۔ اگر آج 295 سی کا قانون موجود نہ ہوتا تو فیصل آباد میں رانجھا مسیح کو قانون کے حوالہ کرنے کی بجائے موقع پر اس کو انجام تک پہنچا دیا جاتا۔

دفعہ 295 سی کا قانون ایک نظریاتی مملکت میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ اس قانون کو پارلیمنٹ کی تائید سے آئینی تحفظ حاصل ہے۔ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون کی منسوخی کے لئے مسیحی راہنماؤں کے پس پردہ لادین لابیوں' سیکولر تنظیموں کے علاوہ اسلام اور پاکستان دشمن قادیانی جماعت کی مکمل اعانت اور پشت

پناہی حاصل ہے۔ ماضی قریب میں جب شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج کا مطالبہ اصولی طور پر تسلیم کرلیا گیا تھا تو ملک بھر میں مسیحی اقلیت کے راہنماؤں نے مظاہرے کرکے حکومت پر دباؤ ڈال کر اسی فیصلہ کو سبوتاژ کیا تھا۔ حالانکہ مذہبی کالم کے خانہ کے اضافہ سے حقیقی طور پر متاثر ہونے والی قادیانی اقلیت تھی۔ دفعہ 295 سی کے قانون پر ہر حکومت بیرونی دباؤ کا شکار ہوجاتی ہے۔ 27 مئی 1995ء کے بعد اب دوسرا موقع ہے کہ قوم نے حکومت کو اپنے جذبات سے آگاہ کردیا ہے۔ اگر تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون میں کوئی ترمیم کی گئی تو اس کا حکومت کو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون کو برقرار رکھنے کے لئے پورے ملک میں تحریک کو منظم کیا جائے گا۔ تاکہ کوئی حکومت بھی اس قانون کی تنسیخ یا ترمیم کے بارے میں سوچ نہ سکے۔ ملک بھر میں مجلس عمل کو فعال بناکر 295 سی کے قانون کو مستحکم کرنے کے لئے بیرونی اور بالخصوص امریکی دباؤ ختم کرنے کے لئے پورے ملک میں امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کی تحریک شروع کی جائے گی۔

الداعی : صاحبزادہ طارق محمود رکن مجلس شوریٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، فیصل آباد

آہ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۱۸ھ کی آخری شب ۲۷ اپریل ۱۹۹۸ء کو حضرت مولانا عبداللطیف جہلم دل کے دورہ سے انتقال فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون •

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی ایک ممتاز عالم دین اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ ان کا وجود قدرت کا عطیہ تھا۔ ان کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی وہ اپنے موقف کے پکے اور ارادے کے مضبوط تھے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز' خدام اہل سنت پنجاب کے صدر اور جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کے بانی تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کی ذات گرامی کو خوبیوں کا مجموعہ بنایا تھا۔ وہ اس دور پرفتن میں روشن ستارہ تھے۔ جمیعت علماء اسلام کی ابتدائی آبیاری کرنے والے اکابر حق میں سے تھے۔ جس بات کو حق سمجھتے تھے اس پر سختی سے کاربند ہوجاتے تھے۔ جو موقف سوچ سمجھ کر اختیار کیا اس میں معمولی سی لچک کے روادار نہ تھے۔ بامقصد کامیاب زندگی گزاری اس پر بجا طور پر خوش بخت انسان تھے۔ مودودی

صاحب، شیعہ اور حیات النبی ﷺ کے منکرین سے کسی بھی رعایت کے روادار نہ تھے۔ ان کے نظریات پر خوشنما مدلل، دیانتدارانہ تنقید کرتے تھے۔ انہوں نے سوچ سمجھ کر یہ موقف اختیار کیا اور پھر زندگی بھر اس کو وظیفہ حیات بنالیا۔ اس میں وہ کامیاب و کامران ہوئے۔

جہلم و چکوال اس سائیڈ پر شیعہ جارحیت کے توڑ کے لئے اپنے رفقاء کو منظم کیا اور بغیر کسی تصادم و جانی نقصان کے اپنے فریق مخالف کو جارحانہ سوچ تبدیل کرنے پر مجبور کردیا۔ یہ ان کی فراست ایمانی مومنانہ سوچ اور قائدانہ صلاحیت کی دلیل ہے۔ کہ زیادہ نقصان کئے کرائے بغیر اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ تمام دینی تحریکوں کے دل سے قدردان تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی راہنماؤں حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے مثالی تعلقات تھے۔ دفتر مرکزیہ کو ہمیشہ اپنی ہدایات سے نوازتے رہتے تھے۔ ان کے نیک مشورے ہمارے لئے مشعل راہ ہوتے تھے۔ جامعہ حنفیہ کی ابتداء سے اس وقت تک ہمیشہ ان کے سالانہ جلسہ میں مجلس کی نمائندگی ضرور ہوتی تھی۔ اندرون و بیرون ملک ان کے مریدوں و متعلقین کی بہت بڑی تعداد ہے۔

عموماً" ہر سال برطانیہ تشریف لے جاتے۔ اس موقع پر اگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی برطانیہ میں سالانہ کانفرنس ہوتی تو اپنے رفقاء سمیت بھرپور شرکت فرماتے۔ کسی مقرر کی گفتگو میں کوئی اونچ نیچ ہوتی تو اس کی علیحدگی میں اصلاح فرماتے۔ خود فقیر راقم الحروف کو آخری ملاقات پر بھدر ضلع گجرات کے سالانہ اجلاس پر علیحدگی میں پندونصائح سے نوازا۔ یہ ان کی برخوردار نوازی تھی ورنہ اس دور میں تنقید تو آسان ہے مگر کسی کی اصلاح پر کون توجہ دیتا ہے۔ وفات سے پہلے حضرت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جامعہ کا سالانہ جلسہ کا اہتمام کیا۔ ہفتہ اتوار کو کامیاب ترین جلسہ ہوا، ملک بھر سے جماعتی کارکن اور حضرت مرحوم کے متعلقین جمع ہوئے۔ تمام انتظامات آپ کی نگرانی میں بہتر طور پر انجام پائے۔ دوسرے دن تھکے ہوئے دل نے بازی ہاردی اور اگلے سفر پر روانہ ہوگئے۔ ان کی وفات کی خبر سن کر پورے ملک سے علماء مشائخ کا جم غفیر ہوگیا۔ اگلے دن پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم خدام اہل سنت پاکستان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے دست راست کو حوالہ رحمت خداوندی کیا۔

حضرت مرحوم کے دو صاحبزادے حافظ و قاری و عالم و مجاہد ہیں۔ مولانا قاری خبیب احمد اور قاری صہیب احمد، اللہ تعالیٰ ان کو والد گرامی کا جانشین بنائے خدا کرے یہ اپنے والد کے جلائے ہوئے دیپ کی لو کو کم نہ ہونے دیں بلکہ اسے اتنا روشن کریں کہ وہ مینارہ نور بن جائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز •

حیات عیسیٰ علیہ السلام

تقریر : حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے مسودہ جات سے ہمیں یہ تقریر دستیاب ہوئی ہے۔ اس پر عنوان اور مقرر کا نام تقریر ضبط کرنے والے بزرگ کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔ رسم الخط سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ تقریر حضرت مولانا عبدالجبار ابوہری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ ہے۔ جو دارالعلوم دیوبند کے مبلغ تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ تقریر پاکستان کے قیام سے قبل کی ہے۔ کہاں اور کب ہوئی اس کا معلوم نہ ہوسکا۔ تاہم تقریر دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے کی مصداق ہے۔ محسوس ایسے ہوتا ہے کہ علماء کرام کے کسی خاص اجتماع میں یہ تقریر ہوئی ہوگی۔ اس لئے کہ عوامی سے کہیں زیادہ علمی تقریر ہے۔

حضرت مولانا عبدالجبار ابوہری رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت قطب الارشاد شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ' کے متعلقین سے تھے اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ کے لوگ جانتے ہیں کہ آپ اکثروبیشتر ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کو گاہے بگاہے اپنی مجلس میں کچھ بیان کرنے کے لئے حکم فرمادیتے تھے۔ کیا عجب ہے کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے یہ تقریر ان کے حلقہ میں کی گئی ہو۔ بہرحال یہ اندازہ ہے 'یقینی نہیں۔ تاہم تقریر سے آپ حضرات بھی مستفیض ہوں۔

(ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا !

حضرات ! عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں قیامت سے پہلے زمین اتریں گے۔ سو سے زیادہ احادیث اس پر شاہد ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام آئمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم بزرگان دین اور پوری امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے آسمان سے اتریں گے۔ یہ عقیدہ بھی ختم نبوت کی طرح اٹل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کو اس عقیدہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ان کے پاس کوئی دلیل

نہیں ہے اس لئے وہ قسم قسم کی چہ میگوئیاں کرتے رہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر تیس اور اس کے مریدوں نے کچھ مزید آیات پیش کی ہیں۔ اگر بالفرض محال قادیانیوں کے اس عقیدہ کو تسلیم کرلیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضور ﷺ ' صحابہ کرامؓ اور امت محمدیہ کے تمام علمائے کرام نے آج تک قرآن مجید کو نہیں سمجھا۔ کیونکہ یہ لوگ قرآن کو پڑھتے تھے اور پھر بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے کچھ پہلے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے مگر مرزا قادیانی نازل نہیں ہوا بلکہ پیدا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کی ماں کا نام مریم ہوگا' مگر مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ دمشق کے مینار پر اتریں گے' مگر مرزا قادیانی بغیر مینار کے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

الغرض جو کچھ حضور ﷺ نے فرمایا اور جس قدر علامات بیان کیں' وہ سب کی سب قادیانیوں کے مذہب کی رو سے غلط ہوتی ہیں۔ ھل ھو الا الضلال •

یاد رکھیئے دین کے مسائل میں صحابہ کرامؓ حضور ﷺ سے کسی نہ کسی طریق سے استفسار کرلیا کرتے تھے۔ یعنی حضور ﷺ کے فرمان پر تو یقین ہوتا تھا لیکن توضیح و مزید اطمینان و وضاحت کے لئے کچھ باتیں معلوم کرلیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احیاء موتی کا یقین تھا اور کامل علم تھا کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں' لیکن پھر بھی کیف تحی الموتی سے اطمینان قلب کے لئے سوال کر ہی دیا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ بھی کبھی کبھی اطمینان قلب کے لئے حضور ﷺ سے سوال پوچھا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے روضہ پر قریب آکر درود پڑھے وہ میں خود سنوں گا۔ ایک صحابی نے اطمینان قلب کی بنا پر سوال کیا کہ آپ کیسے سنیں گے' جب آپ مٹی میں ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ : " ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء • " (اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام کردی ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اجساد و اجسام کو کھائے۔) یہاں پر بھی اطمینان قلب کے لئے سوال کیا تھا۔ لیکن حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اتنا مشہور تھا کہ کسی صحابیؓ نے کسی وقت بھی شبہ کرکے حضور ﷺ سے استفسار نہ کیا۔

یہود کا عقیدہ ہے : " انا قتلنا المسیح ۔ الخ • " (ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا ہے۔) چنانچہ اناجیل اربعہ میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا۔ ان کے منہ پر تھوکا گیا اور ایلی ایلی لما سبقتی کہتے ہوئے جان دے دی۔ مگر قرآن نے اسی قصہ کو یوں؟ بیان کیا : " اذ کففت بنی اسرائیل عنک • " یہودیوں کو عیسیٰ علیہ السلام کے قریب جانے سے روکا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے احسانوں

میں سے ایک احسان یہ بھی جتلائے گا۔ کہ وہ وقت یاد کر جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکے رکھا اور قرآن میں یہ بھی فرمایا : " ومکرو مکر اللہ ۔ "بنی اسرائیل نے حضرت مسیح کے قتل اور سولی کی تجویزیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو بچانے کی تدبیر فرمائی اور یوں فرما دیا : " وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ ۔ "یہود کی تجویزوں سے بچاکر مسیح علیہ السلام کو میں نے اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ گویا وہ وعدہ پورا کردیا ہے جو پہلے ان الفاظ سے کیا گیا تھا : " اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ۔ "(اے عیسیٰ میں تم کو پورا پورا اٹھانے والا ہوں اور کافروں کے بد ارادوں سے آپ کو پاک رکھوں گا۔) ظاہر ہے کہ کافروں کا ارادہ موت عیسیٰ علیہ السلام تھی جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بچالیا گیا۔

یاد رکھیے توفی کے معنی جمیع اہل لغت نے پورا پورا لینے کے کئے ہیں' موت کے معنی کسی نے نہیں کئے۔ توفی اسم جنس ہے جس میں موت اور نیند دونوں داخل ہیں۔ اب توفی کے ساتھ موت کا قرینہ ہوگا' تو مراد موت ہوگی اگر نیند کا قرینہ ہوگا تو مراد نیند ہوگی۔ توفی کے معنی موت ہرگز نہیں جیسے قرآن میں موجود ہے : " حتی یتوفھن الموت ۔ "دیکھئے اگر توفی کے معنی موت ہوتا تو لفظ موت کو ذکر کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور موت ہے لیکن موت کا فاعل صرف اللہ ہے۔

قاعدہ

جہاں اللہ تعالیٰ' نفس توفی اور ارسال جمع ہوں تو وہاں توفی سے مراد نیند ہوگی اور جہاں اللہ تعالیٰ نفس توفی اور امساک ہو وہاں مراد موت ہوگی جیسے : " ھوالذی توفاکم بالیل ۔ "میں موت مراد نہیں اسی طرح : " انی متوفیک ۔ "میں بھی موت مراد نہیں ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ بخاری میں حضرت ابن عباس ؓ نے متوفیک معنی ممیتک کیا ہے۔ جو کہ موت پر دال ہے' کیونکہ ممیتک اسم فاعل ہے جو کہ استقبال پر دلالت کرتا ہے۔ دوسرے خود ابن عباس ؓ نے حضور ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ : " ینزل ابن مریم من السماء "یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ اصول مسلم ہے کہ فعل قول سے اشد ہوتا ہے۔ جیسے ایک شخص یہ کہے کہ میں فلاں کو گالی دوں گا پھر اس کو گالی دے دے تو اس کا فعل قول سے اشد تر ہوا۔ اس اصول کے بعد غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہود کو ملعون قرار دیا ہے اور ان کی حکایت ان الفاظ سے بیان کی ہے : " وقولھم انا قتلنا المسیح ابن مریم ۔ " یعنی یہود اس لئے ملعون قرار دیئے گئے کہ وہ یہ قول کرتے رہتے تھے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کردیا ہے۔ اندازہ کیجئے کہ یہود کو صرف قول کی وجہ سے ملعون ٹھہرایا گیا۔ اگر واقعی انہوں نے یہ فعل کیا بھی ہوتا تو یقیناً"

اس کا بھی ذکر قرآن میں ہوتا۔ حالانکہ اس کا ذکر قرآن میں کسی جگہ موجود نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے قطعاً" قتل نہیں کیا۔ بلکہ یہود کو اشتباہ میں ڈالا گیا جیسا کہ قرآن میں ہے: " ولکن شبہ لھم۔ " احادیث میں بھی کثرت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہے بخاری کی حدیث میں ہے: " کیف انتم اذنزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم " اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم میں حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جب کہ تم میں تمہارا امام (مہدی) موجود ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے: " وینزل عیسیٰ بن مریم فیتزوج ویولدلہ ویمکث خمس واربعون سنۃ ثم یموت فیلفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ " یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ اب وہ زمین پر موجود نہیں ہیں، پھر نکاح کریں گے اولاد پیدا ہوگی اور پینتالیس برس زمین پر قیام کریں گے۔ پھر فوت ہوجائیں گے اور میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ قیامت کے روز میرے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان اٹھیں گے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ایک وفد عیسائیوں کا حضور ﷺ کے پاس مناظرہ کے لئے آیا تو اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کا ذکر بھی آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: " الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء۔ " یعنی نہیں جانتے کہ اللہ رب العزت زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک دن فنا ضرور آئے گی۔ معلوم ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں ورنہ تو حضور ﷺ یوں فرماتے کہ وہ فوت ہوچکے ہیں۔

اعتراضات

کہا جاتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں دوبارہ تشریف لانا ہے تو کب تشریف لائیں گے۔ حالانکہ انہیں انیس سو برس گزر چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کھاتے ہیں حالانکہ کھانے کی اشیاء تو زمین پر ہیں۔

اگر قرآن کو ذرا بھی غور سے پڑھا جائے تو جواب معلوم ہوجاتا ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مائدہ نازل ہوسکتا ہے تو کیا آسمان پر ان کو کھانا نہیں مل سکتا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہاں کھانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ نہیں۔ کیونکہ وہ ایک اور عالم ہے جس کے حالات اور نظام کا کوئی علم نہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں کھاتے پیتے ہیں تو پیشاب پاخانہ کہاں کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ بہشت میں لوگ کھائیں گے پیئں گے وہ پیشاب پاخانہ کہاں کریں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہاں کچھ نہ

کھاتے ہوں اور پاخانہ پیشاب کی ضرورت ہوتی ہی نہ ہو۔ اس لئے کہ وہاں کی غذا اور اس کے تقاضے اور ہیں۔ وہ نورانی اور روحانی ماحول ہے اور غذا بھی روحانی ہے۔ اس ماحول کو دنیا کے ماحول پر قیاس کرنا غلط ہے۔

یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن میں فرمایا گیا ہے: " اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ " تو بتایئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نماز کس جانب منہ کرکے پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ وہاں بیت اللہ کے عین برابر بیت المعمور ہے اور فرشتے وہاں عبادت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح اسی کی جانب منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ رہا زکوٰۃ کا معاملہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر مال ہی نہیں رکھتے جس کی زکوٰۃ دینی پڑے۔

یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور حضور ﷺ زمین پر، تو اس سے حضور ﷺ کی (العیاذ باللہ) توہین ہوتی ہے۔ اس کا جواب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے دیا ہے۔

کسے بگفت کہ عیسیٰ ز مصطفےٰ اعلیٰ است
کہ ایں در زمین دفن آں باوج سما است
بگفتمش کہ نہ ایں حجت قول باشد
حباب بر سر آب گو ہر تہ دریا است

یعنی دریا میں حباب کے اوپر اور موتی اس کے نیچے ہونے سے موتی کی قدر و قیمت کم نہیں ہوتی۔

یہ سوال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دیگر انبیاء کرام کو دشمن کے بچاؤ سے آسمان پر کیوں نہیں اٹھایا گیا۔ جواب یہ ہے کہ ہر نبی کو شریروں کے شر سے مختلف طریقوں سے بچایا گیا تاکہ پتہ چل جائے کہ اللہ رب العزت ہر طریق پر قادر ہے۔ آگ میں بچالے یا غار میں یا آسمان پر لے جاکر محفوظ کرلیں۔

وما علینا الا البلاغ ۔

دعائے مغفرت

مدرسہ تعلیم القرآن چک نمبر ۲۷۹ کلویا ضلع ٹوبہ کے مہتمم حضرت مولانا سید محمود حسن جاوید ترمذی ۳ مئی ۹۸ء کو انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں کروٹ کروٹ ان کو جنت نصیب ہو۔ ادارہ لولاک و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنات کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ سیئات سے درگزر فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ آمین ثم آمین ۔

مقالۂ خصوصی

اتفاق سے اتحاد تک

صاحبزادہ طارق محمود

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو بتایا کہ وہ زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہے تو سب فرشتوں نے دست بستہ عرض کی کہ وہ تو زمین پر خون ریزی کرے گا۔ فتنہ و فساد برپا کرے گا۔ حیرت کی بات یہ کہ فرشتوں کو کیسے پتہ چل گیا کہ اللہ کا نائب (انسان) زمین پر غارت گری' دہشت گردی اور تخریب کاری کرے گا؟ ظاہر بات ہے کہ فرشتوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نائب کو آگ' پانی' مٹی' اور ہوا جیسے عناصر سے بنا رہا ہے۔ جب یہ چاروں متضاد خاصیتوں والے عناصر یکجا ہوں گے تو ہر کوئی اپنا رنگ دکھائے گا۔ جس کا نتیجہ تباہی و بربادی اور انتشار کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اگر عقل سے ماورئی مخلوق کا اندازہ درست ہوسکتا ہے تو گیارہ سیاسی جماعتیں کیونکر متحد رہ سکتی ہیں؟ جن کی طبعیتیں' مزاج' سوچ' فکر' خیالات' رجحانات اور مفادات جدا جدا ہوں۔ نئے الائنس میں شامل ہر جماعت کی خاصیت الگ ہے۔ کوئی مانند آگ ہے' کبھی چنگاری' کبھی شعلہ اور کبھی راکھ کا ڈھیر... کوئی جماعت مٹی کی طرح قومی خزانے سمیت ہر شے کو کھاجانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ کچھ جماعتیں محض پانی کے بلبلے ہیں جبکہ چند ایک ہوا کے مشابہ ہیں۔ گویا وہ ہوائی جماعتیں ہیں جن کے وجود کو زمین پر کسی خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جاسکتا۔

حال ہی میں معرض وجود میں آنے والے اتحاد میں گیارہ جماعتیں اور چند سیاسی یتیم بھی شامل ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پاکستان عوامی اتحاد نے پندرہ نکات مرتب کئے ہیں۔ ہر اتحادی کے حصہ میں ایک نکتہ آیا ہے اس منصفانہ تقسیم پر اتحاد کے سربراہ کو داد دینی چاہیے کہ انہوں نے کسی سے ناانصافی نہیں ہونے دی۔ پیپلز پارٹی جیسی قد آور جماعت کو بھی ایک ہی نکتہ پر ٹرخایا گیا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا اتحاد ہے۔ جس میں جماعتوں کی کمی کے باعث سیاسی رہنماؤں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اتحاد کا قیام ایک کھانے کی دعوت کے بعد عمل میں آیا چند ایک جماعتوں کی جانب سے اتحاد میں شمولیت سے متعلق تردید آچکی ہے کہ انہیں تو صرف کھانے پر مدعو کیا گیا تھا۔ ایسی جماعتوں کے نمائندگان کو آئندہ کے لئے نمک خواری کے معاملہ میں احتیاط برتنی چاہیے۔ گیارہ جماعتوں کے معجون مرکب پر سونے کا سہاگہ یہ کہ اتحاد کی سربراہی ایک ایسے صاحب نے ــــــــــ حاصل کی ہے جنہوں نے اتفاق سے اتحاد تک کامیابیوں اور ناکامیوں کا جتنا سفر کیا ہے

اسے سامنے رکھتے ہوئے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ موصوف کا ذہن انقلابی ہے لیکن طبیعت سیمابی ہے۔ ان کی لیاقت' ذہانت' فطانت اور خطابت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بعض خداداد صلاحیتوں کے علاوہ چند ایک خوبیاں تو انہیں بچپن کے زمانے میں ودیعت ہوگئی تھیں۔ ان کا ماضی حال پر گواہ ہے کہ انہوں نے کبھی مستقل مزاجی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ پاکستان عوامی اتحاد کے سربراہ قومی یکجہتی کونسل میں بادل کی طرح آئے اور ہوا کے جھونکے کی طرح نکل گئے۔ ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر اور بالخصوص فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے کونسل کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اس کے وجود سے کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی تھی۔ اور نہیں تو کونسل دینی سیاسی رہنماؤں کے سرجوڑ بیٹھنے کا ایک بہانہ تھی۔ سیاست دان ہو یا دینی مذہبی رہنما طبیعت میں ٹھہراؤ ہی اس کی کامیابی کا ضامن ہے۔ محترم پروفیسر صاحب نے کچھ مدت پہلے استقلال' تحریک جعفریہ اور عوامی تحریک پر مشتمل ایک سہ فریقی اتحاد تشکیل دیا تھا۔ وہ بھی اپنی لطافت کی داد نہ پاسکا۔ اور بن کھلے مرجھا گیا۔ ذرا اور پہلے موصوف جب دین کے مبلغ اور داعی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ان کا مرکز و محور دین کی تبلیغ اور اس کی نشرواشاعت ہی تھا۔ تب انہوں نے سیاست میں حصہ نہ لینے اور اس سے دور رہنے کا عہد کیا تھا۔ پھر نہ جانے کیسا شوق اور کیسی مجبوری انہیں بازار سیاست میں لے آئی۔ سیاست میں آنے سے پہلے مبشرات پر مبنی تقاریر کی بناء پر پورے ملک میں ان کی ذات کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ وہ بڑے دغدغے کے ساتھ سیاست میں آئے۔ لیکن انتخابی سیاست سے پرہیز رکھنے کا اعلان کیا یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص دریا میں چھلانگ بھی لگائے اور پانی سے بچنے کی کوشش بھی کرے۔ طرفہ تماشا یہ کہ پروفیسر صاحب نے اپنے ارشاد کے برعکس پھر عام انتخابات میں بھی حصہ لیا۔ قوم جن کے ہاتھ چومتی ہے انہیں ووٹ نہیں دیا کرتی۔ سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سننے والی قوم نے انہیں کبھی ووٹ نہیں دیا تھا۔ سیاست کا مزہ اور انتخابات کا ذائقہ چکھنے کے بعد منہ کا کڑوا ہونا ایک فطری امر تھا خلاف توقع امیدیں انسان کو مایوس کرتی ہیں جب محترم طاہر القادری کو سیاست کے بھاری بھرکم پتھر کے وزن کا اندازہ ہوگیا تو انہوں نے اس پتھر کو چوم کر پھینک دیا۔ اسی طرح موصوف عملی سیاست سے بیزاری کا اظہار کرکے پرانی تنخواہ پر کام کرنے لگے۔

جانتا ہوں ہے بے وفا جھوٹی قسم کھا رہا
لیکن سادگی دیکھو کہ پھر بھی اعتبار آ ہی گیا

اپنی سیماب طبیعت کے پیش نظر پروفیسر صاحب ایک مرتبہ پھر میدان سیاست میں اترے ہیں ایک مذہبی رہنما ہونے کے ناطے اپنے قول سے انحراف اور عہد شکنی ان کے علاوہ پورے دینی حلقہ کے لئے باعث بد

نامی ہے مولانا طاہر القادری نے حالیہ تقریروں میں کہا ہے کہ پاکستان عوامی اتحاد انقلاب مصطفوی ﷺ کی جانب پہلا قدم ہے۔ اور یہ کہ اتحاد ملک میں نظام مصطفےٰ ﷺ نافذ کرے گا۔ محترم مولانا اور ان کی تحریک انقلاب مصطفوی ﷺ کی داعی ہے۔ ان کی ذات کے حوالہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ وہ اپنی جماعتی سطح پر ایسا دعوی کرتے اچھے لگتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کے پروگرام اور مشن سے اختلاف بھی نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کے جذبہ اخلاص کو سراہا جانا چاہیے۔ ان کی جماعت کے علاوہ پاکستان عوامی اتحاد میں شامل کتنی جماعتیں ہیں جن کے منشور میں نظام مصطفےٰ ﷺ شامل ہے؟ اتحاد میں مسیحی جماعت بھی شامل ہے۔ کیا وہ نظام مصطفوی ﷺ کی حمایت کرے گی۔ علی بابا چالیس چوروں کے ساتھ مل کر انقلاب مصطفوی کا دعوی کتنا مضحکہ خیز ہے جنہیں اپنے ماضی پر شرم نہیں آتی۔

اللہ	رے	اسیری	بلبل	کا	اہتمام	
صیاد	عطر	مل	کے	چلا	ہے	گندب کا

یہ تو نواب زادہ نصراللہ خان کی کرامت ہے ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور ان کے جیالے علامہ صاحب کو ذہنی طور پر قبول نہیں کرتے۔ موصوف شاید یہ بھول بیٹھے ہیں کہ چیئر پرسن کے والد نے نظام مصطفےٰ ﷺ کی تحریک کو کس طرح کچلا تھا۔ گولیاں چلوا کر نوجوانوں کے سینے چھلنی کئے تھے تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ کے قاتل کی بیٹی اور سیاسی منافق میاں منظور احمد وٹو انقلاب مصطفوی ﷺ میں قادری صاحب کا ساتھ دیں گے؟ ایں خیال است و محال است وجنوں اب تو انقلاب مصطفوی ﷺ لانے کی تحریک میں اجمل خٹک کی شمولیت کی خبریں بھی گرم ہیں۔ عمران خان کے جواب کے بعد اجمل خٹک کی پارٹی کی شمولیت سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ اتحاد کی بارہ دری مکمل ہو جائے گی۔

انتخابی سیاست میں دینی جماعتوں کا وجود ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ یکے بعد دیگرے عام انتخابات میں عوام نے انہیں مسترد کردیا ہے موجودہ مذہبی دہشت گردی اور تخریب کاری بھی دینی حلقوں کو بدنام اور رسوا کرنے کی ایک ناپاک سازش ہے۔ مقصد واضح ہے کہ پاکستانی عوام کو بنیاد پرستوں سے متنفر کردیا جائے۔ اس کا سب سے زیادہ فائدہ لادین جماعتوں کو پہنچے گا پاکستان عوامی اتحاد کے قیام کے بعد پروفیسر طاہر القادری نے عورت کی سربراہی سے متعلق اپنا موقف تبدیل کرکے کیا پس پردہ طاقتوں کے مقاصد کو تقویت پہنچانے کی کوشش نہیں کی؟ ان کا کہنا کہ عورت کی سربراہی حرام نہیں البتہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہے۔ پنجابی زبان میں اسے ”مریا نہیں اکڑیا اے“ مرا نہیں اکڑ گیا ہے کہا جائے گا۔ شریعت میں ناپسندیدہ چیز کو

پسند کرنا در حقیقت حرام کی جانب راغب ہونے کی دلیل ہے۔

ے جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

عورت کی سربراہی کے بارہ میں پروفیسر طاہرالقادری کے بیان پر دینی حلقوں میں اچھا خاصا ہیجان اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ ایسی باتیں پوری علما برادری کی ساکھ خراب کرنے میں ممد ثابت ہو سکتی ہیں ان کی ذات تو پہلے ہی متنازعہ ہے اس بیان نے جلتی پر تیل کا کام کر دکھایا ہے۔ علامہ صاحب کو علم ہے کہ ان کے اپنے مسلک کے لوگوں نے انہیں مرتد قرار دے رکھا ہے۔ اگرچہ یہ سراسر زیادتی ہے کیونکہ ان کی دینی، علمی خدمات کا اعتراف نہ کرنا بخل اور کم ظرفی کی دلیل ہے۔ اگر محترم پروفیسر صاحب سیاست میں کسی پیشرو عالم کی تقلید میں اور زیادہ بلندی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ بھی شوق پورا کر لیں مگر یاد رکھیں سیاست میں شہرت ضرور ہے لیکن عزت اور عقیدت نہیں۔

ریت پر گھروندے بنا کرتے ہیں گھر تعمیر نہیں ہوا کرتے۔ نواز شریف دشمنی پر اتحاد بنانا اور بات ہے آپس میں اتفاق رکھنا اور بات ہے۔ نئے بننے والے اتحاد کے بارہ میں جن خدشات کا اظہار کیا جارہا ہے وہ درست ہیں۔ فرشتوں نے سچ ہی تو کہا تھا۔ جو چار متضاد کے بننے سے نتیجہ نکلتا ہے وہی گیارہ کے ملنے سے حاصل ہوگا۔ یہ اتحاد اس لئے بھی پاپولر ثابت نہ ہوگا کیونکہ اس میں شامل اکثر سیاست دان سابقہ الائنس میں نو دو گیارہ ہونے کا خاصا تجربہ رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا سید خلیل احمد قادری کی وفات

گذشتہ ماہ ملک عزیز کے نامور عالم دین تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے صدر حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادری مرحوم و مغفور کے جانشین حضرت مولانا سید خلیل احمد قادری خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور وفات پاگئے۔

عرصہ سے طبیعت بگڑی ہوئی تھی۔ ان دنوں تفسیر الحسنات لکھ رہے تھے۔ اس کی آخری جلد شائع ہوکر آئی دیکھ کر باغ باغ ہوگئے۔ مشن کامیاب ہوا تو سفر آخرت کو سدھار گئے۔ مولانا سید خلیل احمد قادری مرحوم ان چار حضرات میں سے ایک تھے جنہیں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں پھانسی کی سزا کا حکم ہوا تھا۔ خواجہ ناظم و جنرل اعظم پھانسی کا حکم دینے والے بھی نہ رہے۔ پھانسی کا حکم سن کر سجدہ شکر بجالانے والا اور پھر منسوخی سزا کی خبر پاکر اپنے مشن کے سفر پر رواں دواں رہنے والا بامقصد کامیاب زندگی گزارنے والا مجاہد فی سبیل اللہ ہم سب میں نہیں رہے۔ سب نے جانا ہے۔ رہے فقط نام اللہ کا۔ حضرت مولانا خلیل احمد قادری پکے بند بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے مگر ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے لئے ساعی و داعی رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تحریک ختم نبوت کے مجاہد و غازی کی وفات پر اللہ رب العزت کے حضور دعاگو ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین۔

ادارہ کا

قادیانی شبہات کے جوابات

سوال نمبر ۳۸ : مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جب وہ نازل ہوں گے تو قرآنی آیات کا کیا بنے گا یہ آیات تو پھر بھی یہ کہہ رہی ہوں گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے کیا یہ منسوخ ہو جائیں گی؟

جواب : قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضور ﷺ سے بہت سے وعدے کئے جو حضور ﷺ کے زمانہ میں ہی آپ ﷺ کی ذات سے وابستہ تھے' وہ وعدے پورے ہوئے مگر آیات آج بھی موجود ہیں۔

نمبر۱۔ الم غلبت الروم نمبر۲۔ اذا جاء نصر اللہ نمبر۳۔ تبت یدا ابی لہب نمبر۴۔ لتد خلن المسجد الحرام' یہ تمام وعدے پورے ہوئے جب بات پوری ہو جائے تو آیت بدل نہیں جاتی بلکہ اور زیادہ شان سے چمکنے لگتی ہے کہ جن کا وعدہ تھا وہ پورا ہو گیا قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی "مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" آپ ﷺ نے فرمایا " انا بشارۃ عیسیٰ " اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی فرمائیں گے کہ میں ان آیات کا بذات خود مصداق بن کر آیا ہوں تو ان کے نزول سے ان آیات کی عملی تفسیر ہو جائے گی۔ اور یہ آیات اور زیادہ شان سے چمکنے لگ جائیں گی نہ کہ منسوخ ہو جائیں گی

سوال نمبر ۳۹ : مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مسیح موعود ہوں ہم نے کہا کہ اگر تو مسیح موعود ہے تو مسیح موعود تو دجال کو قتل کریں گے تو اس نے کہا کہ قتل دجال تلوار سے نہیں قلم سے ہو گا۔

جواب : مشکوٰۃ شریف باب قصۃ ابن صیاد صفحہ ۴۷۹ میں شرح السنہ' کے حوالے سے حدیث ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے زمانہ میں ابن صیاد کے متعلق مشہور ہوا کہ وہ دجال ہے' رحمت عالم ﷺ اس کی تحقیق حال کے لیے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے' انہوں نے تلوار نکال کر آپ ﷺ سے اجازت چاہی کہ اگر اجازت ہو تو میں اس کو قتل کردوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ دجال ہے تو تم اسے قتل نہیں کرسکتے " لست صاحبہ " ۔ اس کو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔ اگر یہ دجال نہیں تو تم اپنے ہاتھ قتل ناحق سے کیوں رنگین کرتے ہو' اس حدیث شریف نے ثابت کردیا کہ دجال سے لڑائی تلوار کے ساتھ ہوگی ورنہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار نکالی تھی حضور ﷺ فرمادیتے کہ اے عمر رضی اللہ عنہ یہ کیا کررہے ہو اس سے تو جہاد قلم کے ساتھ ہوگا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تلوار نکالنا اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر یہ دجال ہے تو تم اس کو قتل نہیں کرسکتے اس کو عیسیٰ بن مریم ہی قتل کرے گا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ دجال کے ساتھ لڑائی تلوار کے ساتھ ہوگی نہ کہ قلم کے ساتھ۔ جہاد بالسیف ہوگا" نہ کہ قلم سے"

سوال نمبر ۴۰ : اگر دجال تلوار سے قتل ہوگا تو کہاں ہوگا؟۔

جواب : حدیث شریف میں ہے کہ دجال مقام (لد) پر قتل ہوگا۔ " لد " اس وقت اسرائیل میں واقع ہے اسرائیلی ائیرفورس کا ائیربیس ہے دجال کے ساتھ اس وقت ستر ہزار یہودیوں کی جماعت ہوگی۔ ( ) جو اس کے حامی اور مددگار ہوں گے۔ جس وقت سرکار دوعالم ﷺ نے یہ فرمایا اس وقت نہ اسرائیل کا کوئی وجود تھا اور نہ ہی مقام " لد " کو کوئی اہمیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ کی صداقت پر قربان جائیں کہ کس طرح آج اسرائیل میں " لد " کو اہمیت حاصل ہے وہاں اس کی فوج کی چھاؤنی ہے گویا دجال آخری وقت تک یہود کی فوج میں پناہ لینے کی کوشش کرے گا۔ یہاں ایک اور بات قابل توجہ ہے کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا۔ اور پاکستان ۱۹۴۷ء میں بنا، پاکستان بننے کے دو سال بعد اسرائیل کی حکومت وجود میں آئی۔ جس وقت مرزا قادیانی زندہ تھا اس وقت اسرائیل کا وجود بھی نہ تھا۔ مرزا قادیانی کے مرنے کے اکتالیس سال بعد اسرائیل کی حکومت وجود میں آئی، مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں اس بات کا مذاق اڑاتا ہے کہ ستر ہزار یہودی تو پوری دنیا میں نہیں ہیں وہ کس طرح دجال کے ساتھ ہوں گے۔ لیکن اس بدبخت کو معلوم نہ تھا کہ ساری کائنات کا نظام بدل سکتا ہے اللہ کے نبی ﷺ کی بات جھوٹی نہیں ہوسکتی، آج مرزا قادیانی کی قبر سے کوئی سوال کرے کہ اے بدبخت جن ستر ہزار یہودیوں سے متعلق حدیث کا مذاق اڑاتا تھا آج وہ نصف النہار کی طرح پوری ہوچکی ہے اسرائیل میں ایک ستر ہزار نہیں بلکہ کئی ستر ہزار یہودی جمع ہیں

سوال نمبر ۴۱ : مرزا قادیانی نے مسیح علیہ السلام کی کیا کیا علامات لکھی ہیں؟۔

جواب : مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۰۷، روحانی خزائن صفحہ ۳۲۰ جلد ۲۲ پر لکھا ہے۔

نمبر۱= وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اترے گا۔

نمبر۲= نیز یہ کہ وہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔

نمبر۳= نیز یہ کہ کافر اس کے دم سے مریں گے۔

نمبر۴= نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا وہ غسل کرکے ابھی حمام سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر موتی کے دانے کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے، اور یہ کہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔

نمبر۵= نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔

نمبر۶= نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔

نمبر۷= نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔

نمبر۸= نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا

نمبر۹= نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا۔

نمبر۱۰= اور آنحضرت کی قبر میں داخل ہوگا

سوال نمبر۴۲ : عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت کیا حالت ہوگی؟۔

جواب : جس وقت وہ نازل ہوں گے اس وقت انہوں نے دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی مرزا قادیانی نے کہا کہ زرد رنگ کی چادروں سے مراد بیماری ہے

"مجھے بھی دو مرض لاحق ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں دوران سر، اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب" ۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۳۰۷، روحانی خزائن صفحہ ۳۲۰ جلد ۲۲ کثرت پیشاب کی تشریح مرزا

قادیانی کی دوسری کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۶۷ پر ہے)۔ بعض دفعہ سو سو مرتبہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے پیشاب میں شکر ہے اور کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہوجاتا ہے۔

اب آپ انصاف فرمائیں کہ دنیا کی کسی لغت کی کتاب میں چادر کا معنی بیماری نہیں۔ فقیر نے سعودی عرب' انڈونیشیا' سنگاپور' ملیشیا' تھائی لینڈ' برطانیہ' سری لنکا' شام' مصر' ڈنمارک' سویڈن' ناروے' کینیڈا کا سفر کیا ہے آج تک مجھے کوئی ایسی کتاب نہیں ملی جس میں چادر کا معنی بیماری لکھا ہو' اور وہ بھی پیشاب کی' وہ بھی ایسے جیسے ٹوٹا ہوا لوٹا' جو ہر وقت بہتا رہتا ہے سوچئے کہ کس طرح مرزا قادیانی نے احادیث کا مذاق اڑایا ہے' دوران سر کو مرزا قادیانی نے ہسٹریا سے تعبیر کیا ہے جیسے اس کی بیوی کا بیان ہے جو سیرت المہدی جلد ا صفحہ ۱۶ ے پر درج ہے۔ "بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول (پسر مرزا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا... اس کے بعد آپ (مرزا) کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے"

سوال نمبر ۴۳ : مرزا قادیانی نے علامات مسیح بیان کرتے ہوئے علامت نمبر ۲ میں دو فرشتوں سے مراد دو غیبی طاقتیں لیا ہے۔

جواب : یہ حدیث کے ساتھ مرزا قادیانی کا ناروا استہزا ہے دو فرشتوں سے مراد حقیقتاً" دو فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ساتھ بھیجیں گے۔ ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے ایک دفعہ مرزا نے کہا کہ فرشتوں سے مراد میرے یہ دو آدمی ہیں جو مجھے ملے ہیں۔ جب قادیانی جماعت اختلاف کا شکار ہوئی اور قادیانی و لاہوری جماعت میں بٹ گئی تو مرزا بشیر الدین نے کہا کہ لاہوری منافق ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان میں تو وہ بھی ہے جن کو حضرت نے فرشتہ قرار دیا تھا

سوال نمبر ۴۴ : عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے کافر مریں گے مرزا قادیانی نے اس کی توجیہہ یہ کی کہ اس کی وجہ سے کافر ہلاک ہوں گے۔

جواب : بالکل ٹھیک ہے اس میں کیا حرج ہے حدیث کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال پگھلنا شروع ہوجائے گا جیسے نمک پانی میں' اور جہاں تک ان کی سانس پہنچے گی کافر مرتے جائیں گے۔ یہ حدیث ظاہر پر محمول ہے بالکل اسی طرح وقوع ہوگا۔ آج انسان نے ایسی ایسی چیزیں ایجاد کی ہیں جیسے اشک آور گیس جہاں تک اس کا اثر پہنچتا ہے آنسوں جاری ہوجاتے ہیں۔ ایک ایسا" بم "تیار ہوچکا ہے اگر وہ چلا دیا جائے تو تمام دنیا کے آکسیجن جلنے کے باعث دم گھٹنے سے مرجائے یہ ساری انسان کی طاقت ہے' عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصرت ہوگی ان سے کیا کچھ نہ ہوگا انسانی طاقت سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ خدا کی قدرت سے کیوں نہ ہوگا! رسب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے نبی ﷺ کی بات پوری ہوگی

قاری محمد نعیم کو صدمہ

جمیعت علماء اسلام و مجلس تحفظ ختم نبوت کامونکی ضلع گوجرانوالہ کے مجاہد کارکن قاری محمد نعیم قادری کی والدہ محترمہ کا پچھلے دنوں انتقال ہوگیا۔ ادارہ لولاک اپنے تمام قارئین سے درخواست گزار ہے کہ مرحومہ کی مغفرت و ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی و دعا کا ضرور اہتمام کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محترم قاری محمد نعیم قادری کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائیں' اور قاری صاحب کو صبر جمیل سے نوازیں۔ آمین ثم آمین •

فریب قادیانیت

میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی۔

حافظ بشیر احمد مصری

عبدالرحمٰن مصری مرتد اعظم مرزا قادیانی کا نام نہاد صحابی تھا۔ مرزا قادیانی کے دوسرے جانشین اور صاحبزادے مرزا بشیر محمود نے عبدالرحمٰن مصری کی اولاد پر " ہاتھ صاف " کیا۔ عبدالرحمٰن نے بشیر محمود کو خطوط لکھے۔ مرزا محمود نے بجائے اپنی پاک دامنی ثابت کرنے کے اسے منافق قرار دے کر قادیان سے نکال دیا۔ مصری بجائے قادیان کے لاہور آگیا۔ مرزا محمود سے عزت گنوا کر غصہ مرزا قادیانی پر نکالا کہ پہلے اسے نبی مانتا تھا اب اسے مجدد ماننے لگا۔ یعنی بجائے قادیانی کے لاہوری مرزائی ہوگیا۔ عبدالرحمٰن مصری کا صاحبزادہ حافظ بشیر احمد مصری جو براہ راست مرزا محمود کا "تختہ مشق" بنا تھا۔ قادیانیت کے متعلق متنفر ہوا۔ آپ پڑھیں گے کہ یہ بہت پہلے مسلمان ہوگیا تھا۔ اعلان نہیں کیا تھا اس لئے لاہوریوں کے مشن کا انچارج بن کر لندن گیا۔ وہاں پر مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کرایا' نہ صرف خود اپنے اسلام کا اعلان کیا بلکہ ووکنگ مسجد بھی مسلمانوں کے سپرد کردی۔ مرزا طاہر نے مباہلہ کا چیلنج دیا تو یہ لندن میں تھے۔ مرزائیوں نے اس کو اس کی کاپی بھیج دی۔ حافظ صاحب نے جھٹ "مرزا طاہر کے نام کھلا خط بجواب مباہلہ" لکھ دیا۔ جو بارہا شائع ہوا' پاکستان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی شائع کیا اب اسے جمیعت اہل حدیث لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کے ابتدائیہ میں حافظ صاحب نے قادیانیت چھوڑنے کے اسباب پر اپنے قلم سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ پیش خدمت ہے تاکہ ریکارڈ رہے۔ حافظ صاحب سے ختم نبوت کانفرنس لندن کے موقعہ پر بارہا ملاقاتیں ہوئیں۔ خوب فاضل آدمی تھے۔ کافی عمر پائی' کچھ عرصہ پہلے ان کا وصال ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن کے مبلغ مولانا منظور احمد الحسینی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ اللہ رب العزت مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ ان کا یہ مضمون پڑھیں' جو مرزا طاہر کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ سے کم نہیں۔ (اللہ وسایا)

میرے بہت سے دوستوں نے متعدد مرتبہ مطالبہ کیا ہے کہ میں اپنے مشاہدات پر مبنی قادیانیت پر اپنے خیالات قلم بند کروں' تاکہ میری زندگی میں ہی وہ ضبط تحریر ہوجائیں۔ اس مختصر مضمون میں یہ ممکن نہیں کہ تفصیلات میں جایا جائے' ورنہ یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ اس لئے میں اختصار کے ساتھ صرف ان حالات کا ملخص

درج کر رہا ہوں جن کی بناء پر میں نے ”قادیانیت“ بے راہ رو اور منافقانہ جماعت سے توبہ کی۔

۱۹۱۴ء میں سوء اتفاق سے قادیان میں پیدا ہوا۔ میری پیدائش کی جائے وقوع کا حادثہ میری ۴۷ سالہ زندگی میں کلنک کا ٹیکہ بنا رہا۔ بچپن میں میرے یہ ذہن نشین کرایا گیا کہ ”احمدیوں“ کے علاوہ دنیا بھر کے سب مسلمان کافر ہیں۔ یہ درس و تدریس اس انتہا تک تھا کہ خدا کی ذات پر ایمان بھی نہیں ہو سکتا‘ جب تک کہ ”احمدیت“ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ ہو۔ نیز یہ کہ اس کے جانشین ہی اب بندے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہیں۔

لیکن اس کے برعکس جب میں نے سن بلوغت میں قدم رکھا تو اپنے ارد گرد قادیانیوں کی عمومیت کو بدکردار‘ عیار اور مکار پایا۔ اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں میں چند ایسے لوگ بھی تھے جو اس سلسلہ کے ابتدائی ایام میں اخلاص کے ساتھ اس جماعت میں شامل ہوئے تھے‘ اور اس دھوکہ کا شکار ہو گئے تھے کہ یہ تحریک اسلام میں ایک تجدیدی تحریک ہے۔ لیکن اس قسم کے مخلصین کی تعداد بہت کم دیکھنے میں آئی۔ اور پھر جن کو نیک و مخلص پایا‘ ان میں بھی اکثر یا تو اتنے سادہ لوح تھے کہ اپنے گرد و نواح کے مذموم ماحول پر ناقدانہ نظر ڈالنے کی صلاحیت ہی نہ تھی اور یا پھر اپنے حالات کی مجبوریوں میں اتنے لاچار تھے کہ کچھ کر نہ پائے تھے۔

نوعمری کے زمانہ میں اس قابل تو نہ تھا کہ ذہنی اعتبار سے اس بات کی اہمیت کو سمجھ سکتا کہ تحریک قادیانیت نے کس طرح اسلام کے مذہبی عقائد میں فتور ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ البتہ ان لوگوں کے خلاف میرا ابتدائی ردعمل اخلاقیات اور جنسی بدکاریوں کی وجہ سے تھا۔ میری ذہنی اور روحانی نابالغی کی اس غیر پختگی کی حالت میں ہی قادر تقدیر نے مجھے طاغوتی آگ کی بھٹی میں پھینک کر میری آزمائش کی۔

میں ایک ۱۸ برس کا صحیح الجسم اور کسرتی نوجوان تھا جبکہ مجھے خلیفہ قادیان کا پیغام ملا کہ وہ کسی نجی کام کے سلسلہ میں بلاتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب کہ میں اس شخص کو نیم دیوتا سمجھا کرتا تھا اور اس جذبہ کے تحت میں نے اس پیغام کو باعث عزت و فخر کے طور پر لیا‘ مجھے گمان ہوا کہ ”حضور“ میرے ذمہ کوئی ایسا مذہبی کام لگانا چاہتے ہیں جو رازدارانہ قسم کا ہو۔

ہماری پہلی ملاقات باضابطہ اور مقررہ اسلوب کے مطابق رہی‘ خلیفہ مجھ سے ادھر ادھر کے ذاتی سوالات پوچھتا رہا اور میں باادب و احترام جواب دیتا رہا۔ رخصت ہوتے وقت مجھے یہ ”حکم“ دیا گیا کہ میں اس ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کروں۔ اور دوسری ملاقات کا تعین کر دیا۔ اس کے بعد مزید ملاقاتیں بتدریج غیر رسمی ہوتی رہیں اور بالآخر مجھے رغبت دی گئی کہ میں ایک مخصوص ”حلقہ داخلی“ میں شامل ہو جاؤں۔

پتہ چلا کہ اس نیم دیوتا نے زنا کاری کا ایک خفیہ اڈہ بنا رکھا ہے جس میں منکوحہ ' غیر منکوحہ حتیٰ کہ محرمات کے ساتھ کھلے بندوں زنا کاریاں ہوتی ہیں۔ اس عیاشی کے لئے اس نے دلالوں اور کٹنیوں کی ایک منڈی منظم کر رکھی ہے جو پاکباز عورتوں اور معصوم دوشیزاؤں کو پھسلا کر مہیا کرتے ہیں۔ جو عورتیں اس طرح سے ورغلائی جاتی تھیں ' وہ اکثر ان خاندانوں کی ہوتی تھیں جو اقتصادی لحاظ سے جماعتی نظام کے دست نگر ہوتے تھے۔ یا جن کے دماغ اندھی تقلید سے معطل ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی وجوہات اور مجبوریاں بھی تھیں جن کے باعث بہت سے لوگ اس ظالمانہ فریب کے خلاف مزاحمت کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ گاہے بگاہے جب بھی کوئی ایسا شخص نکلا جس نے سرکشی کی تو اس کا منہ بند کرنے کے لئے اسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا۔ اس کا مقاطعہ کر دیا جاتا یا شہر بدری کا حکم صادر ہو جاتا۔ اور اس کے خلاف منظم طریق پر طنزواستہزاء کی مہم شروع کر دی جاتی تاکہ اس کی بات پر کوئی بھروسہ نہ کرے۔

مرزا خاندان ' مذہبی اثر و رسوخ کے علاوہ ' قادیان اور گردو نواح کی اکثر زمینوں پر حقوق جاگیرداری بھی رکھتا تھا اور روحانی عقیدت کے ساتھ ساتھ ساکنین قادیان قوانین جاگیریت میں جکڑے ہوئے تھے۔ اپنے مکانوں کی زمینیں خریدنے کے باوجود بھی انہیں مالکانہ حقوق (ملک مطلق) نہیں ملتے تھے اور ان کی زمین و مکانات جاگیردار کی اجازت کے بغیر غیر منقولہ ہی رہتے تھے ' یہ وہ لوگ تھے جو اپنا سب کچھ بیچ بچا کر قادیان کی نام نہاد مقدس بستی میں اپنے بیوی بچوں کو بسانے کے لئے لاتے تھے۔ اس قسم کے حالات میں اور خصوصاً" اس زمانہ میں کون جرات کر سکتا تھا کہ اس خاندان کا مقابلہ کرے ' جن لوگوں نے ذرہ بھر بھی صدائے احتجاج بلند کی وہ یا تو اس طرح مار دیئے گئے کہ ظاہرا" کسی حادثہ سے مرے ہوں ' اور یا پھر ایسے لاپتہ ہو گئے کہ ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ جب کہ یہ سب ستم ہائے پارسائی ہو رہے تھے۔ مسلمان علماء اپنی سادگی میں یہ گمان کئے بیٹھے تھے کہ مرزائیت کو عقائد کی رو سے مناظروں اور مباحثوں کے میدانوں میں شکست دے دیں گے۔

جب میں اس انتہائی ذلیل اور وحشیانہ ماحول سے دوچار ہوا ' تو اپنی لاچارگی کے احساس سے دماغ مختل ہو گیا۔ مجھے ابھی تک وہ بیدار راتیں یاد آتی ہیں جن میں ' میں بے یارو مددگار خاموش آنسوؤں سے اپنے تکیے تر کیا کرتا تھا۔ اس خیال سے کہ میری باتوں پر یقین نہیں کیا جائے گا۔ میں اپنے والدین کو بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ کیا ادھم مچا ہوا ہے۔ اسی طرح اپنے دوستوں سے بھی ان حالات پر تبادلہ خیال نہ کر سکتا تھا کہ کہیں وہ خلیفہ کے مخبروں سے ذکر نہ کر دیں۔ میرے لئے ایک راستہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کہیں روپوش ہو جاؤں۔ لیکن اس کا ایک نتیجہ یہ ہوتا کہ یونیورسٹی میں میری تعلیم چھٹ جاتی۔ اس کے علاوہ یہ اخلاقی ذمہ داری بھی مانع تھی کہ اپنے والدین کو ان بد چلنیوں

اور 'بدکاریوں سے لاعلمی کی حالت میں چھوڑ کر فرار ہو جانا ان سے دغا کرنے کے مترادف ہوگا۔

اس ذہنی کشمکش کی حالت میں یہ خیال بھی آتا کہ اس مذہبی دھوکہ باز کو قتل کردوں۔ لیکن باوجود کم عمری کے منطقی استدلال غالب آجاتا کہ قتل کی صورت میں عوام الناس یہ غلط نتیجہ نکال لیں گے کہ قاتل کوئی مذہبی متعصب تھا اور مقتول کو تاریخی اسناد ایک شہید کا درجہ دے گی۔ پھر یہ بھی سوچتا تھا کہ ایک فوری اور ناگہانی موت اس شخص کے لئے 'عقوبت کی بجائے ایک عطیہ نعمت بن جائے گی۔ اس قسم کا شخص تو ایسی موت مرنے کا مستحق ہوتا ہے جو معذبانہ ہو۔ محض اس لئے نہیں کہ وہ اس قسم کے پاجیانہ اور ظالمانہ افعال کرتا ہے بلکہ خصوصاً" اس لئے کہ وہ یہ افعال مذمومہ خدا اور مذہب کے نام پر کرتا ہے۔

چنانچہ بعد کے حالات نے میری توجیہات کی تصدیق کی۔ انجام کار یہ شخص فالج میں مبتلا ہو کر کئی سال تک طول گھسیٹتا رہا اور ایڑیاں رگڑتے جہنم رسید ہوا۔ ایک ڈاکٹر نے جو آخری ایام میں اس کا معالج تھا بتایا کہ وہ انتہائی ضعیف العقل ہو چکا تھا اور کلمہ یا اور کسی دعا کی بجائے فحش اناپ شناپ بکتے اس نے دم توڑا۔

ان سب توجیہات کے علاوہ ایک وجہ اور بھی تھی جس کے ماتحت میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ اس ایک فرد کا قتل بے نتیجہ اور بے اثر ہوگا' مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ قادیان کے معاشرہ میں اس قسم کی بد چلنیاں اور بدمعاشیاں اس ایک شخص کے مرجانے سے ختم نہ ہوں گی۔ صرف یہ شخص بذات اکیلا جنسی خبط میں مبتلا نہ تھا۔ بلکہ اس کے دونوں بھائی اور نام نہاد "خاندان نبوت" کے اکثر افراد بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ اس جماعت کے سرکردگان جو ذمہ دارانہ عہدوں پر فائز تھے ان میں سے بھی اکثر نمائشی داڑھیوں کو لہراتے اپنے اپنے سیاہ کاریوں کے اڈے جمائے بیٹھے تھے اور یہ سب کچھ ان لوگوں کی آپس میں اس خاموش تفہیم کے ماتحت ہو رہا تھا۔ کہ "تم میری داڑھی نہ نوچو تو میں تمہاری داڑھی نہ نوچوں گا" ۔ درحقیقت قادیان کے نظام میں اعلیٰ عہدوں پر تقرر اکثر اسی قماش کے لوگوں کا ہوتا تھا جو مرزا خاندان کے اسلوب زندگی اور ان کی جنسی قدروں کو اپنا لیتے تھے۔ یعنی اس خاندان کی مطلق العنان جنسی قدروں کے مطابق جس خاندان کو یہ لوگ "خاندان نبوت" کے نام سے موسوم کرنے کی جرات اور گستاخی کرتے ہیں۔

یہ کوئی غیر متوقع بات نہ تھی کہ اس قسم کی اخلاقی قیود سے آزاد عیاشیوں کی افواہیں باہر بھی پھیلنا شروع ہو گئیں اور باہر سے اوباش نوجوان اس جماعت میں شامل ہونے لگے تاکہ ان جنسی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں جو ایشیائی تمدن و ثقافت ان پر عائد کرتا ہے۔ اور اس طرح یہ شیطنت اب دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔

خلیفہ کے اس خفیہ اڈے سے قطع تعلق کر لینے کے بعد میری زندگی دائمی طور پر خطرہ میں رہنے لگی' اس

کے غنڈوں نے سایہ کی طرح میرا تعاقب کرنا شروع کردیا۔ ایسی مایوس کن اور پر خطر حالت میں میرے لئے کوئی چارہ نہ تھا سوائے اس کے کھلم کھلا مقابلہ پر اتر آؤں اور انجام خدا پر چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں خلیفہ سے ملنے گیا۔ اور اسے ایک تحریر کی نقل دکھائی جس میں میں نے اس کے کرتوتوں کی تفاصیل لکھی تھیں اور اس کے شرکائے جرم کے نام' تاریخیں وغیرہ درج کی تھیں۔ میں نے اسے بتایا کہ اس تحریر کی نقلیں میں نے بعض ذمہ دار احباب کے پاس محفوظ کرائی ہیں اور انہیں ہدایت کی ہے کہ ان لفافوں کو میری موت یا میرے لاپتہ ہوجانے پر کھول لیا جائے اس حکمت عملی نے مطلوبہ مقصد پورا کردیا اور میں بلا خطر آزادی سے قادیان کے گلی کوچوں میں پھرنے لگا۔

جیسے جیسے مجھ پر قادیان کے اس گندے ماحول کا انکشاف ہوتا گیا۔ اسی نسبت سے میں مذہب سے بیزار ہوتا گیا۔ صرف قادیانی مذہب سے ہی نہیں بلکہ مجموعی طور پر ہر مذہب سے۔ اور بتدریج یہ حالت دہریت تک پہنچ گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس سقیم حالت نے ایک روحانی خلاء بھی پیدا کردیا۔ جس کو پر کرنے کے لئے میری تنہا ذات میں طاقت نہ تھی۔ بالآخر مجھے اپنے والد صاحب کو یہ سب حالات بتانا پڑے جو طبعاً" ان کے لئے انتہائی صدمہ کا باعث ہوئے۔ قدرتاً" وہ ایک بچے کی باتوں کو بلا تصدیق مان نہیں سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے محتاط طور پر تحقیقات کرنا شروع کردیں اور کچھ عرصہ میں ہی ان پر ثابت ہوگیا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔

میرے والد صاحب نے اس نام نہاد خلیفہ کو ایک خط لکھا جس میں مطالبہ کیا کہ وہ ان الزامات کی تکذیب کرے۔ یا اپنی بدکاریوں کا کوئی شرعی جواز پیش کرے یا پھر خلافت سے معزول ہوجائے۔ اس خط کا خلیفہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن دو مزید خطوط کے بعد اس نے اعلان کردیا کہ شیخ عبدالرحمٰن مصری (یعنی میرے والد) اور ان کے خاندان کے سب افراد کو جماعت سے خارج کرکے ان کا مقاطعہ کیا جاتا ہے۔ میرے والد صاحب کے یہ تینوں خطوط اس زمانہ میں چھپ گئے تھے۔

اس قسم کے مقاطعہ کے اصل ہتھکنڈے یہ ہوتے تھے کہ کسی شخص یا خاندان کا کلیۃً" بائیکاٹ کرکے اس کا "حقہ پانی" بند کردیا جاتا تھا۔ ان حالات میں ہمارے خاندان کی جانیں اتنے خطرہ میں تھیں کہ حکومت کو ہماری حفاظت کے لئے فوجی پولیس کے دستے متعین کرنا پڑے جو ۲۴ گھنٹے ہمارے مکان کے گرد پہرہ دیتے تھے' ہم میں سے کسی کو بھی بغیر پولیس کی نگرانی کے گھر سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی' لیکن باوجود اس قسم کی حفاظتی پیش بندیوں کے مجھ پر اور میرے دو ساتھیوں پر قادیان کے بڑے بازار میں دن دھاڑے حملہ ہوگیا۔ میرے ایک سن رسیدہ ساتھی کو چاقو کا گھاؤ لگا جس سے وہ جاں بحق ہوگئے' دوسرے ساتھی کو گردن اور کندھے پر چاقو سے زخم آئے اور انہیں کافی عرصہ ہسپتال میں رہنا پڑا۔ مجھے پروردگار نے اس طرح بچالیا کہ میرے ہاتھ میں ایک بھاری ڈنڈا تھا۔ جو میں حملہ آور کی کھوپڑی پر اپنے زور سے مارنے میں کامیاب ہوگیا کہ اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ اور اس زخم شدہ

حملہ آور کو اس کے شرکائے جرم سہارا دے کر آناً فاناً "غائب ہو گئے اور اسے ایک ایسی پوشیدہ جگہ میں چھپا دیا' جو پہلے سے معین کر رکھی تھی۔ لیکن پولیس اس کے سر سے ٹپکے ہوئے خون کے قطرات دیکھ کر وہاں پہنچ گئی اور اسے گرفتار کر لیا۔ عدالت میں اس کا جرم ثابت ہوا اور اسے پھانسی دی گئی۔ اس زمانہ کی قادیانی "ریاست" میں امن و قانون کی اتنی برملا تحقیر تھی۔ کہ قاتل کی میت کا جلوس دھوم دھام سے نکالا گیا اور خلیفہ نے خود نماز جنازہ پڑھائی جو قادیانی مریدوں کی نظر میں بہت بڑی عزت افزائی سمجھی جاتی تھی۔

اس حادثہ کے بعد مسلمانوں کی ایک جمعیت "مجلس احرار الا سلام" نے ہماری حفاظت کے لئے رضاکاروں کے جتھے بھیجنا شروع کر دیئے جو فوجی پولیس کے علاوہ تھے۔ ان رضا کاروں نے ہمارے بنگلے کے گرد میدان میں خیمے نصب کر دیئے اور ہمارا گھر ایک محصور قلعہ کی طرح بن گیا۔ اس اثنا میں مرزائی ٹولے نے میرے والد صاحب کو جعلی مقدمات میں الجھانا شروع کر دیا تاکہ جماعت میں ان کی ساکھ اٹھ جائے نیز یہ کہ ان پر مالی بوجھ پڑے۔ الغرض ہروہ کمینی چالیں چلی گئیں جن سے ان کی زندگی اجیرن ہو جائے۔ اپنے گیارہ بچوں پر مشتمل کنبے کی پرورش کے لئے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہیں خاندانی زیورات اور گھر کے ساز و سامان بیچ کر گزارہ کرنا پڑا۔ ان آفات انگیز حالات کا سب سے بڑا سانحہ یہ تھا کہ اس دوران خاندان کے بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں خلل پڑ گیا۔ ہم پر حملہ 'اور دیگر زیادتیوں کے حالات ہندوستان کے اخبارات میں باقاعدہ چھپتے رہتے تھے۔

ہمارے خاندان کو سرکاری افسران کی طرف سے اور بہت سے مخلص دوست احباب کی طرف سے بھی یہ ترغیب دی جارہی تھی کہ ہم قادیان سے نقل مکانی کر دیں۔ اور بالآخر ہم طوعاً "وکرھا" لاہور منتقل ہو گئے " گو" احمدیوں کے لاہوری اور قادیانی فرقوں میں عقائد کے اعتبار سے کوئی لمبا چوڑا فرق نہیں لیکن کم از کم یہ پہلو تو تھا کہ لاہوری جماعت کا معاشرہ 'قادیانی معاشرہ کی طرح اخلاقی اور جنسی بدکاریوں میں ملوث نہ تھا۔

میرے والد صاحب تو لاہوری جماعت میں شامل ہو گئے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ میرا ایمان بحیثیت مجموعی ہر مذہب سے اٹھ چکا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے آپ کو ان بندھنوں سے آزاد رکھا۔ زندگی کے اس دور میں میرا تعلق مجلس احرارالاسلام کے سرکردہ احباب سے بڑھنا شروع ہو گیا۔ جو میرے لئے بہت روح افزا ثابت ہوا۔ ان بزرگوں میں سے بعض کے نام درج کرنا ضروری محسوس کرتا ہوں۔ مثلاً" سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ 'مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ 'چوہدری افضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ 'مولانا مظہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ '۔ ان سب کو قریب سے دیکھنے پر احساس ہوا کہ یہ لوگ نیک سیرت مسلمان اور پر خلوص دوست ہیں۔

گو میرے والد صاحب نے میری دھریت کو ظاہرا" تسلیم و رضا کے ساتھ قبول کر لیا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ

دل میں یہ صدمہ ان کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے لئے بہت دعائیں کرتے ہیں اور مجھے بھی نصیحت کرتے رہتے تھے کہ میں دعاؤں کے ذریعہ اللہ سے ہدایت کا طالب ہوں۔ اس کا جواب میں یہ دیا کرتا تھا کہ آپ مجھ سے ایک ایسی ہستی سے دعا کرنے کو کہہ رہے ہیں' جس کا وجود ہی نہیں بالا خر ایک عرصہ کے بحث مباحثہ کے بعد انہوں نے یہ مشورہ دینا شروع کیا کہ میں اپنی دعاؤں کو مشروطی رنگ میں کیا کروں۔ اور میں نے اس قسم کے اناپ شناپ الفاظ میں دعائیں کرنا شروع کردیں۔ ''یا اللہ! مجھے یقین ہے کہ تیری کوئی ہستی نہیں لیکن اگر تیری کوئی ہستی ہے تو اس کی کوئی علامت مجھ پر ظاہر کرو ورنہ مجھے قابل الزام وملامت نہ ٹھہرانا کہ میں تجھ پر ایمان نہ لایا'' وغیرہ وغیرہ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ راسخ العقیدہ مومنوں کی نظر میں اس قسم کی دعا کلمہ کفر کے مترادف ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان پاک میں بے ادبی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میری اس طرح کی دعائیں میرے لئے ایسی مال کار ثابت ہوئیں کہ ایک سال کے عرصہ میں ہی ان کے روحانی نتائج نکل آئے۔ مجھے تواتر کے ساتھ دو خوابیں دکھائی گئیں۔ چونکہ وہ خوابیں مخفی اور نفسیاتی کیفیت کی ہیں۔ اس لئے ان کے بیان کرنے کی جرات نہیں کرتا۔ صرف اتنا عرض کردینا کافی ہوگا کہ یہ خوابیں خصوصا'' دوسری خواب بہت لمبی یسیر الفہم اور مربوط تھی۔ ایسی کہ مجھ ایسے گنہگار کے لئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ یہاں پر اتنا بتادینا مناسب ہوگا کہ دوسری خواب کے آخری لمحات میں مجھے مرزائی خلیفہ کا چہرہ دکھایا گیا جو بھیانک طور پر سیاہ فام اور فسق وفجور سے مسخ شدہ تھا۔

ان خوابوں کے بعد میرے دل ودماغ سے بہت بڑا بوجھ ہلکا ہوگیا۔ اور میں نے فیصلہ کیا کہ اپنی کتاب زندگی کا نیا ورق الٹا کر باضابطہ اسلام قبول کرلوں۔ چنانچہ سید عطاءاللہ شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے ساتھ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مہرولی لے گئے۔ مہرولی' دلی سے چند میل پر وہ قصبہ ہے جہاں پر مولانا محمد الیاس صاحب نے تبلیغی جماعت کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس طرح ۱۹۴۰ء میں میں مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرکے مسلمان ہوا۔ اس مبارک موقع پر یہ حسن اتفاق تھا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور چالیس کے قریب معتقدین نے میرے حق میں دعا کی

۱۹۴۱ء میں میں مشرقی افریقہ ہجرت کرگیا۔ ہندوستان کو خیرباد کہتے ہوئے میرے احساسات مسرت والم کا مرکب تھے۔ بمبئی کی بندرگاہ میں جہاز کے عرشہ پر کھڑے زیرلب میں قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کررہا تھا۔

وما لكم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان

الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا (النساء ۴-۷۵)

”اور تمہارے پاس کیا عذر برات ہے کہ تم ان ضعیف و بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کی مدد کے لئے اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے جو آہ وزاری سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نجات دلوا جس کے باشندے ظالم ہیں“۔

افریقہ میں بیس ۲۰ سال کی سکونت کے بعد میں نے ۱۹۶۱ء میں انگلینڈ ہجرت کرلی جہاں پہلے ۴ برس کے قریب بطور طالب علم اپنی تعلیمی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کے بعد ”اسلامک ریویو“ رسالہ کا بالا شتراک ایڈیٹر بن گیا اور ۱۹۶۴ء میں شاہ جہان مسجد ووکنگ کا سب سے پہلا سنی امام مقرر کیا گیا یہ مسجد برطانیہ میں سب سے پہلی مسجد تھی اور اس زمانہ میں سارے یورپ کے اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔ پانچ سال کی امامت کے بعد ۱۹۶۸ء میں مستعفی ہو کر بذریعہ کار قریباً ”۴۳“ ممالک کا تین برس تک دورہ کرتا رہا جن میں زیادہ تر اسلامی ممالک تھے۔ اس دورہ کا اصل مقصد میری ایک دیرینہ خواہش کو پورا کرنا تھا۔ کہ بلاتوسط بچشم خود مطالعہ کروں کہ اسلامی دنیا میں عوام الناس کس طرح اسلامی قدروں کو عملی طور پر نبھا رہے ہیں۔ میری ہنگامی اور نزاعی زندگی میں خدا نے جو سب سے زیادہ مسرت بخش اسلام کی خدمت کرنے کی مجھے توفیق دی وہ یہ تھی کہ ووکنگ مسجد کی امامت سے مستعفی ہونے سے قبل ایسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا کہ اس مسجد اور مرکز میں اب کبھی بھی کسی مرزائی امام کا تقرر نہیں ہوسکتا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

میں اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو ایک مشورہ دینے کی جرات کرتا ہوں اس توقع پر کہ مسلم اکابرین اور اسلامی حکومتوں کے سربراہ ان خیالات اور جذبات کو کماحقہ اہمیت دیں گے۔ میرے یہ تاثرات قادیانیوں کے ساتھ عمر بھر کی آویزش اور تجربات پر مبنی ہیں۔ مرزائیت کے عقائد اور فرقہ بندیوں میں اب اسلام کے لئے کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ اس ”مذہبی فریب کا بھونڈا چہرہ“ مدت سے بے نقاب ہوچکا ہے۔ اسلام میں بطور ایک دین الٰہی کے پوری صلاحیت ہے کہ اس قسم کی غیر شرعی تحریکوں کا مقابلہ کرسکے۔ لیکن مرزائیت کی طرف سے اب ایک نئے قسم کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ قادیانی ٹولے نے اب بین الاقوامی سیاست میں بھی ناٹک کھیلنا شروع کردیا ہے‘ اور دشمنان اسلام کے پاس چوری چھپے اپنی خدمات بیچنا شروع کردی ہیں۔ جاسوسی کا پیشہ ہمیشہ پر منفعت ہوتا ہے۔ لیکن جب غیر ممالک میں جاسوسی کے اڈے مذہب کے نام پر تبلیغی مراکز کے بھیس میں کھولے جائیں تو یہ کما حقہ سود مند ہونے کے ساتھ خطرہ سے بھی آزاد اور آسان ہوجاتی ہے۔ غیر مسلموں کا عام طور پر یہ خیال ہے کہ ہماری طرف سے مرزائیت کی مخالفت محض مذہبی تعصب کی بناء پر ہو رہی ہے۔ وہ یہ حقیقت نہیں سمجھ پاتے کہ عقائد کے اختلافات کے علاوہ قادیانی منڈلی کو اسلام دشمن قوموں نے خرید رکھا ہے اور انہیں اسلامی ممالک میں اپنے سیاسی اور اقتصادی فوائد کو

فروغ دینے کے لئے شریک کار بنا رکھا ہے' ان سب ملاحظات کے علاوہ مرزائیت کی مخالفت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ مسلم شرفاء کے دلوں میں یہ تشویش رہتی ہے کہ قادیانی معاشرہ کا "رندانہ رنگ" کہیں ان کے اپنے نوجوانوں پر نہ چڑھ جائے اور ان کی اخلاقی قدروں کو گھن نہ لگا دے۔ نعوذ برب الفلق من شر ما خلق۔۔(حافظ بشیر احمد مصری)

(مرزا طاہر کے نام کھلا خط بجواب مباہلہ ص ۲ تا ۹)

سوانح حیات

عاشق قرآن مولانا حکیم شریف الدین کرنالی رحمۃ اللہ علیہ
مرید خاص شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
بانی مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی
عنقریب اشاعت ہوگی۔
نامور علمائے کرام مشائخ عظام کے مضامین سے مزین
اڑھائی صد صفحات، بہترین چھپائی قیمت/۱۰۰ روپے
آج ہی اپنی کتاب محفوظ کرا لیں۔

ملنے کے پتے

قاری محمد اکرم مدنی
ناظم۔ مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی (سرگودھا)

قاری عبدالجلیل
مدرسہ تعلیم الاسلام مسجد تقویٰ عرفات
پارک جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور

ایک قادیانی سے گفتگو

مولانا اللہ وسایا

چھوکر خورد ضلع گجرات میں تقریباً" ایک برادری کے لوگ آباد ہیں' ان میں کچھ خاندان قادیانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تبلیغی جماعت اور کچھ دوسرے اہل دل مسلمانوں نے قادیانی نمبردار کو دعوت دی کہ وہ قادیانی عقائد پر نظر ثانی کرے۔ قادیانی نمبردار نے کہا کہ آپ کسی عالم دین کو بلائیں جو مجھے سمجھادے' تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ ان حضرات کے حکم پر فقیر ۴ فروری ۱۹۹۸ء کو چھوکر خورد حاضر ہوا۔ حضرت مولانا محمد عارف صاحب استاذ الحدیث جامعہ عربیہ گوجرانوالہ (جو اس قصبہ کے رہائشی ہیں)' حضرت قاری حافظ محمد یوسف عثمانی' حضرت مولانا فقیر اللہ اختر' مدرسہ تعلیم القرآن وجامع مسجد چھوکر خورد کے خطیب اور دوسرے مسلمان نمازی موجود تھے۔ ان کی موجودگی میں قادیانی نمبردار سے اڑھائی تین گھنٹے تک گفتگو ہوئی۔ آج کچھ فراغت پاکر محض اپنی یادداشت سے قارئین کے لئے قلمبند کرتا ہوں۔ ابتدائی تعارف اور سابقہ گفتگو کا خلاصہ پیش کرنے کے بعد ذیل کی گفتگو ہوئی۔

فقیر۔۔۔۔۔۔۔ محترم آپ نے قادیانیت کو حق سمجھ کر قبول کیا ہے اور میں اسے باطل سمجھ کر اس کی تردید کرتا ہوں اور اس کی تردید و مخالفت کو دین کی خدمت سمجھتا ہوں۔ اللہ رب العزت نے مجھے تھوڑے بہت دنیاوی وسائل اتنے نصیب فرمائے ہیں جن سے میری گزر اوقات بحمدہ تعالیٰ کروڑوں انسانوں سے اچھی ہو رہی ہے۔ قادیانیت کی تردید میرا دنیاوی پیشہ نہیں' نہ اس سے میرا رزق وابستہ ہے بلکہ قادیانیت کی تردید اور ختم نبوت کی حفاظت میں دین سمجھ کر کرتا ہوں۔ آپ قادیانیت کو دین سمجھتے ہیں' اور میں قادیانیت کی تردید کو دین سمجھتا ہوں۔ تو پھر دین کے معاملہ میں ہم دونوں کیوں نہ عہد کریں' کہ آج کی مجلس میں ہم قادیانیت کو غور و فکر سے جانچیں' ناپیں' تولیں' پرکھیں کہ قادیانیت کیا ہے؟ یہ اسلام کی تحریک ہے' یا غیر مسلموں کی سازش۔ تاکہ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔۔ واقعی آپ نے صحیح فرمایا میں نے بھی قادیانیت کو حق سمجھ کر قبول کیا ہے۔ اگر آپ مجھے سمجھادیں کہ یہ حق نہیں تو میں اس پر غور کروں گا۔ جو نکات آپ اٹھائیں گے میں ان سے

اپنے قادیانی راہنماؤں سے ہدایات لوں گا اور پھر اس پر سوچ وبچار کرکے فیصلہ کروں گا۔

فقیر........ مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے۔ واقعتاً" نظریہ وعقیدہ تبدیل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے لئے غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی کی اردو کتب سے آپ پڑھ لیں کہ وہ شخص توہین رسول ﷺ کا مرتکب تھا۔ اللہ رب العزت کی ذات گرامی پر بہتان باندھتا تھا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی کی توہین کرتا تھا۔ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا تھا۔ جھوٹ بولتا تھا' حرام کھاتا تھا' وعدہ خلاف تھا' شراب کے حصول کے لئے کوشش کرتا تھا' بیوت تو درکنار اس میں ایک اچھے انسان کے بھی اوصاف نہ تھے' تو پھر اس پر غور کرنے یا قادیانی مربیوں سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قادیانی مربی جن کا وظیفہ حیات ہی جھوٹ کو اپنانا اور پھیلانا ہے وہ آپ کو کیوں کر صحیح رہنمائی دیں گے۔ اس لئے آپ وعدہ کریں اور ایک سچے طالب حق ہونے کے مجھ سے مطالبہ کریں کہ آپ مجھے یہ حوالے دکھائیں اگر ایسے ہے تو میں قادیانیت ترک کردوں گا۔ اگر اب ایسا عہد نہیں کرتے تو میں سمجھوں گا کہ آپ گفتگو ضرور کریں گے مگر طالب حق ہونے کے رشتہ سے نہیں بلکہ محض اپنا بھرم رکھنے کے لئے۔ ایک طالب حق کو سمجھانا اور ایک بزعم خود بھرم رکھنے والے سے گفتگو کرنے کے لئے علیحدہ علیحدہ اسلوب ہیں۔ اب مجھ سے کیا اسلوب اختیار کرنے کے طالب ہیں یہ آپ پر منحصر ہے۔

قادیانی نمبردار........ مولانا مجھے تو آپ صرف حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ قرآن سے سمجھا دیں۔ باقی جو حوالہ جات آپ نے فرمائے ہیں ان سے مجھے دلچسپی نہیں ہے۔

فقیر........ محترم اب میں آپ پر اور سامعین پر انصاف چھوڑتا ہوں کہ وہ فیصلہ کریں کہ آپ طالب حق ہیں یا محض گفتگو کے خواہش مند۔ اس لئے کہ اگر آپ طالب حق ہوتے تو میری ان (خذ کردہ) باتوں کے سنتے ہی چیخ اٹھتے۔ اور آپ کے ضمیر کی صدا آپ کی زبان پر نوحہ کناں ہوتی کہ اگر مرزا ایسا ہے تو پھر مجھے مرزا اور قادیانیت سے کوئی سروکار نہیں۔ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کروں گا ضرور کروں گا مگر ان حوالہ جات کی تفصیلات آپ مجھ سے طلب کریں کہ کیا واقعی مرزا ایسا تھا۔ اگر ثابت ہوجائے کہ ایسے تھا تو پھر مرزائیت پر چار حرف۔ اس کے بعد میں آپ کو پھر ایک مسلمان ہونے کے حوالہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ سمجھاؤں گا۔

قادیانی نمبردار........ مولانا میرے نزدیک اصل مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ہے [illegible] ثابت ہوجائے تو پھر مرزا کو چھوڑ دوں گا۔ باقی جن حوالہ جات کا آپ نے فرمایا ہے مجھے ان سے سروکار [illegible]

سامعین۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ایک بزرگ نے کہا کہ مولانا خدا آپ کا بھلا کرے ہم اس شخص کے متعلق رائے رکھتے تھے کہ یہ مسئلہ سمجھنا چاہتا ہے مگر آپ نے اس سے اگلوا لیا کہ یہ بجائے مسئلہ سمجھنے کے محض دفع الوقتی کر رہا ہے۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسے نہیں آپ میرے ذمہ الزام نہ لگائیں آپ لوگ مولوی صاحب کو پابند کریں کہ وہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ سمجھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام زندہ' تو مرزا جھوٹا۔

فقیر۔۔۔۔۔۔۔ محترم آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آپ نے سنجیدگی سے قادیانیت کے کیس پر غور نہیں کیا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یا حیات سے مرزا قادیانی کے سچے یا جھوٹے ہونے کا کیا تعلق؟۔ یہ ایسے ہے کہ ایک مراثی کے لڑکے نے ماں سے پوچھا کہ اگر نمبردار مرجائے تو پھر کون نمبردار ہوگا۔ ماں نے کہا اس کا بیٹا۔ لڑکے نے کہا کہ اگر وہ بھی مرجائے تو پھر کون ہوگا؟ ماں نے تنگ آکر کہا کہ بیٹا میں سمجھ گئی کہ سارا گاؤں بھی مرجائے تو پھر بھی مراثی کے لڑکے کو کوئی نمبردار نہیں بنائے گا۔ آپ غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی واقعہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا منکر نہ تھا' بلکہ وہ اس کا قائل تھا۔ بعد میں جب خود مسیح بننے کا شوق ہوا تو کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیٹ پر قبضہ کے لئے اپنی تقرری کے لئے سیٹ خالی کرانا چاہتا ہے۔ سیٹ کے جھگڑا سے قبل اس کی "اسناد لیاقت" چیک کرلیں کہ اس کی حیثیت کیا ہے۔ اس لئے کہ خدا نہ کرے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت نہ بھی ہو تب بھی مرزا میں سچے ہونے کی' اس سیٹ پر براجمان ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے بعد پھر بھی سوال پیدا ہوگا۔ مرزا اس منصب کا مستحق ہے یا نہیں۔ تو پہلے سے ہی مرزا کو کیوں نہ پرکھ لیں۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ میرے مرنے کی مثالیں نہ دیں۔ پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ثابت کریں۔ فرض کریں کہ مرزا جھوٹا تو کیا عیسیٰ علیہ السلام کی اس سے حیات ثابت ہوجائے گی۔

فقیر۔۔۔۔۔۔ خوب کہا آنجناب نے' نمبردار کی مثال دینے سے آپ مر نہیں گئے۔ اس طرح جب ہم کہتے ہیں فرض کریں عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوجائیں تو تب بھی مرزا جھوٹا' اس سے عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوجاتے۔ پہلی بات سے آپ بھی زندہ ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہیں۔ اب آپ نے کہا فرض کریں کہ مرزا جھوٹا۔ فرض کریں نہیں یقین کریں اور اقرار کریں کہ مرزا جھوٹا ہے تو میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔چھوڑیں تمام بحث کو آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ سمجھائیں۔

فقیر۔۔۔۔۔۔محترم چھوڑیں نہیں سے کام چلتا تو کب سے آپ نے چھوڑ دیا ہوتا۔ بات یہ نہیں اس لئے کہ یہودی بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں' پرویزی بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں بعض ملحد وفلاسفر بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں۔ نیچری (سرسید) بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں پانچویں سوار قادیانی بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں۔ اگر آپ کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار ہوتا تو آپ یہودی ہوتے' پرویزی یا ملحد ہوتے' نیچری ہوتے' مگر آپ قادیانی ہوئے تو اس کا باعث حیات عیسیٰ علیہ السلام نہ ہوا۔ بلکہ مرزا ہوا تو پہلے مرزا کو کیوں نہ دیکھیں۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔آپ نے ایک اور بحث شروع کردی نئی شق نکال لی۔ مجھے صرف حیات عیسیٰ علیہ السلام سمجھائیں۔

فقیر۔۔۔۔۔۔محترم ! بندہ گنہگار آپ کو باور کرانا چاہتا ہے کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ آپ لوگوں کو محض آڑ بنانے کے لئے قادیانی گروہ نے بتایا اور سکھایا ہوا ہے تاکہ اس میں پڑ کر آپ مرزا کو نہ سمجھ سکیں۔ اس لئے کہ آپ مرزا کی طرف آئیں گے تو مرزا کا پول کھلے گا اس کی شامت آئے گی۔ قادیانیت الم نشرح ہوجائے گی ورنہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ آپ لوگوں کے نزدیک بھی اہم نہیں۔ لیجئے یہ میرے ہاتھ میں مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام ہے۔ اس کے صفحہ ۴۲ پر مرزا نے لکھا ہے :

" اول تو جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔"

لیجئے نمبردار صاحب ! مرزا قادیانی کی یہ عبارت پکار پکار کر آپ کو بلکہ تمام قادیانیوں کو متوجہ کررہی ہے کہ رفع ونزول مسیح علیہ السلام پر بحث کی ضرورت نہیں یہ کوئی ایمانیات کا مسئلہ نہیں اس کا حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ جب مرزا کے نزدیک ایسے ہے تو اس پر پھر بحث کے لئے آپ کیوں اصرار کرتے ہیں؟۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔نہیں یہ مسئلہ ایمانیات کا ہے مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ حیات عیسیٰ

علیہ السلام کا عقیدہ شرک ہے۔

فقیر۔۔۔۔۔۔ میرے بھائی آپ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایمانیات کا ہے مرزا کہتا ہے کہ ایمانیات کا نہیں۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ آپ جھوٹے ہیں یا مرزا قادیانی جھوٹا ہے۔ آنجناب نے مرزا قادیانی کا قول نقل کیا ہے کہ حیات عیسٰی علیہ السلام کا عقیدہ شرک ہے یہ مرزا کی کتاب الاستفتاء کے ص ۳۰ پر ہے اصل عبارت یہ ہے !

" فمن سوء الادب ان یقال مامات عیسیٰ ان ھو الاشرک عظیم • "

اب آپ غور کریں کہ مرزا نے اس عبارت میں کہا کہ عیسٰی علیہ السلام کو زندہ سمجھنا مردہ نہ سمجھنا شرک ہے۔ اور براہین احمدیہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کو زندہ قرار دیا۔ مرزا اپنی عمر کے باون سال تک حیات عیسٰی علیہ السلام کا قائل رہا۔ آخری سترہ سال حیات عیسٰی علیہ السلام کا منکر رہا۔ اس پر توجہ فرمائیں کہ آپ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا عقیدہ باون سال تک غلط تھا۔ سترہ سال صحیح تھا۔ ہمارا موقف ہے کہ باون سال تک مرزا کا عقیدہ صحیح رہا۔ سترہ سال کا آخری عقیدہ غلط تھا۔ آپ کے اور مرزا صاحب کے نزدیک اگر حیات عیسٰی علیہ السلام کا عقیدہ شرک ہے تو کیا مرزا قادیانی سترہ سال تک مشرک رہا۔

پہلی استدعا۔۔۔۔۔۔ لیجئے میں آپ سے پہلی استدعا کرتا ہوں کہ قادیانی مربیوں سے جاکر پوچھیں کہ نبی ماں کی گود سے قبر کی گود تک کبھی شرک میں مبتلا ہوتا ہے؟ کیا وہ شخص جو باون سال تک مشرک رہا وہ نبی بن سکتا ہے؟۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔ مرزا صاحب کو چھوڑیں آپ حیات عیسٰی علیہ السلام سمجھائیں۔

فقیر۔۔۔ دوسری استدعا۔۔۔۔۔ میاں میں نے حیات عیسٰی علیہ السلام پر ابتدائی نکات بتانے کے لئے گفتگو کا آغاز کیا ہے آپ ابھی سے کہتے ہیں کہ مرزا کو چھوڑیں۔ ہم نے تو اس کو قبول نہیں کیا' اس لئے چھوڑنے کا ہم سے کیا تقاضا کرتے ہیں۔ آپ نے اسے پکڑا ہے' جس نے پکڑا ہے وہی اسے چھوڑے۔ اس لئے آپ چھوڑ دیں' پھر ابھی تو مرزا کی پہلی کتاب میرے ہاتھ آئی ہے۔ اسی ازالہ اوہام کے ص ۷۷ پر مرزا نے لکھا ہے :

" اس عاجز نے جو مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم مسیح موعود خیال کر بیٹھے ۔" اسی کتاب کے ص ۷۷ پر لکھا ہے کہ : " جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا ہے وہ لوگ ہر ایک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں ۔" پھر اس کتاب کے ص ۲۲۲ پر لکھا ہے : " سو اگر یہ

عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھائیں ۔"

محترم آپ انصاف فرمائیں کہ میں نے ایک ہی کتاب کے تین مقامات سے حوالہ جات پیش کئے جو آپ کے سامنے ہیں۔ پہلے حوالہ میں کہا کہ جو لکھے مسیح موعود تھے وہ کم فہم ہے۔ اس لئے کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں اور دوسرے حوالہ جات میں کہا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ فرمائیں کہ ان دو متضاد باتوں سے ایک صحیح ہے۔ اگر مثیل ہے تو عین نہیں، اگر عین ہے تو مثیل نہیں۔ دونوں باتیں صحیح نہیں ہوسکتیں۔ آپ فرمائیں کہ ان دو باتوں سے مرزا نے کون سی بات غلط کی۔ اگر ایک ہی صحیح ہوگی۔ اور پھر مرزا نے چشمہ معرفت ص ۲۲۲ پر لکھا ہے:

" جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا ۔" لیجئے اب دونوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ حقیقت الوحی ص ۱۸۴ پر ہے کہ: " مخبوط الحواس کے کلام میں تناقض ہوتا ہے۔" اب بھی آپ سے دوسری استدعا ہے کہ قادیانی مربیوں سے پوچھیں کہ مرزا کی ان دو باتوں میں سے کونسی بات سچی ہے اور کونسی جھوٹی؟۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔۔ آپ تو مرزا قادیانی کا ایسا نقشہ پیش کررہے ہیں کہ وہ گویا ایک جاہل تھا۔ حالانکہ اس کی کتابیں ملفوظات، اشتہارات کیا یہ سب فرضی ہیں۔

فقیر۔۔۔۔۔۔۔ میاں صاحب، میں نے مرزا کو جاہل نہیں کہا بلکہ اس کی کتابوں کی عبارتیں پیش کی ہیں۔ آپ نے خود نتیجہ نکالا ہے کہ وہ جاہل تھا۔ میرے نزدیک بھی کتابیں ملفوظات سب ردی کی طرح ہیں۔ ان میں محال ہے کہ کوئی علمی بات ہو۔ اور سرسید نے مرزا قادیانی کی کتب کا صحیح تجزیہ کیا کہ" مرزا قادیانی کے الہام اس کی کتابوں کی طرح ہیں نہ دین کے نہ دنیا کے ۔" اگر ناراض نہ ہوں تو میرا بھی یہ موقف ہے۔ لیجئے مرزا قادیانی کی یہ کتاب تریاق القلوب ہے۔ جس کے ص ۸۰ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

" اور اسی لڑکے (مبارک) نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے۔ کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اس کے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جب کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اس مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے

چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ ۔"

لیجئے اب مرزا قادیانی کی اس عبارت کو جو آپ کے سامنے ہے اسے پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور پھر ان معروضات پر غور کریں۔

نمبر۱ ۔۔۔۔ مرزا نے لکھا کہ اس لڑکے نے مجھے بطور الہام کے کلام کرتے ہوئے کہا" اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے' تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی ۔" نمبروار صاحب اس عبارت میں مرزا قادیانی کے دجل وکذب کا آپ اندازہ فرمائیں کہ ایک دن سے مراد دو برس تیسرا برس وہ جس میں پیدائش ہوئی۔ ایک ہی سانس میں مرزا نے ایک دن کو تین سال پر پھیلا دیا۔ کیا اس سے بڑا کذاب دجال کوئی ہو سکتا ہے؟۔ اس جگہ یکم جنوری ۱۸۹۷ء کی بات کو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء تک پھیلانا مقصود تھا تو ایک دن کو تین سال کر دیا۔ اور جہاں پچاس دینے تھے وہاں پچاس کو پانچ کر دیا۔ اس دجالیت کی دنیا میں کوئی اور مثال پیش کی جا سکتی ہے؟۔

نمبر۲ ۔۔۔۔ پھر اسی عبارت میں مرزا نے اپنے بیٹے مبارک کے متعلق کہا کہ " اس نے ماں کے پیٹ میں باتیں کیں ۔" میں یہ بحث نہیں کرتا کہ اگر اس نے ماں کے پیٹ میں باتیں کیں تو آواز کہاں سے آئی تھی؟ اس لئے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں جب بولے گا اگر ماں کے منہ سے آواز آئے' تو یہ بچے کی آواز یقین نہیں کی جا سکتی اس لئے کہ ممکن ہے کہ اس کی ماں منہ بگاڑ کر اپنی بات کو بیٹے کی بات کہہ رہی ہو۔ لہٰذا ماں کے منہ سے نہیں تو پھر آواز کہاں سے آئی تھی؟ یہ تو بحث نہیں' بحث یہ ہے کہ مرزا کے لڑکے نے بات کی یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو' اور پیدا ہوا ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو' جو لڑکا جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا وہ یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو تو ابھی ماں کے پیٹ میں ہی نہیں آیا تو اس نے ماں کے پیٹ سے کیسے بات کی تھی۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مرزا جھوٹ بولتا تھا' من گھڑت الہام بناتا تھا۔

نمبر۳ ۔۔۔۔ مرزا نے اس عبارت میں کہا کہ " اسلامی مہینوں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر ۔" اب آپ فرمائیں کہ معمولی شدھ بدھ والے عام آدمی کو بھی پتہ ہے کہ صفر اسلامی مہینہ چوتھا نہیں بلکہ دوسرا ہے۔ جو "الو کا چرخا" صفر کو چوتھا مہینہ کہے اس سے بڑھ کر کوئی جاہل ہو سکتا ہے؟۔

نمبر۴ ۔۔۔۔ مرزا نے اس عبارت میں لکھا کہ " ہفتہ کے دنوں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ

مرزا قادیانی کی جہالت بے مثل کو ملاحظہ فرمائیں۔ چہار شنبہ ہفتہ کا چوتھا دن نہیں ہوتا بلکہ پانچواں دن ہوتا ہے اس اجہل نے جہل مرکب کا شکار ہو کر پانچویں دن کو چوتھا دن باور کرا لیا حالانکہ (۱) ہفتہ (۲) اتوار (۳) پیر (۴) منگل (۵) بدھ (۱) شنبہ (۲) یک شنبہ (۳) دو شنبہ (۴) سہ شنبہ (۵) چہار شنبہ

پانچواں دن ہوتا ہے نہ کہ چوتھا۔

تیسری استدعا۔۔۔۔۔۔۔ لیجئے میری آپ سے تیسری استدعا ہے کہ آپ قادیانی مربیوں سے پوچھیں کہ (اتنا بڑا دجال وکذاب جو ایک عبارت میں چار بار دجل وکذب کا مرتکب ہو) کیا دجال وکذاب نبی ہوسکتا ہے؟۔ جناب نمبردار صاحب! آپ نے مرزا کی جہالت کی بات کی تو جو ماہ صفر کو چوتھا مہینہ اور چار شنبہ کو چوتھا دن کہے' اس سے بڑا اور کوئی جاہل ہوسکتا ہے؟۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔۔ مولانا صاحب' میں معافی چاہتا ہوں آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ بیان کریں اور وہ بھی قرآن سے ورنہ مجھے اجازت۔

فقیر۔۔۔۔۔۔۔ اب مجھے یقین ہورہا ہے کہ آنجناب مرزا قادیانی کے دجل وکذب سے تنگ آگئے ہیں اور فرار کا سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ لیجئے میں قرآن مجید سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے دلائل کا آغاز کرتا ہوں۔ پہلی دلیل قرآن مجید سے اور استدلال مرزا قادیانی کی کتب سے۔ لیجئے یہ میرے ہاتھ میں مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ چہار حصص ہے۔ اس کے ص ۳۱۳ یہ لاہوری ایڈیشن کا صفحہ ہے۔ قادیان کے ایڈیشن کا ص ۴۹۸ ہے۔ اس پر مرزا نے لکھا ہے:

" ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۰ "

(یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔) لیجئے یہ قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے جس سے مرزا استدلال کررہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دوبارہ کے معنیٰ' وہی پہلے والے آئیں گے۔ زندہ ہیں تب ہی آئیں گے۔ قرآن مجید کی آیت ہے۔ اور مرزا کا معنیٰ' اب آپ فرمائیں۔ قرآن سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔۔ مرزا صاحب نے اس میں رسمی عقیدہ لکھ دیا بعد میں ان کو وحی اور الہام سے معلوم ہوا کہ وہ خود مسیح موعود ہیں۔ اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ آخر حضور ﷺ بھی تو پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے بعد میں بیت اللہ شریف کی طرف رخ کیا۔

فقیر۔۔۔۔۔۔۔ محترم! آپ نے بڑی سادگی سے یہ بات کہہ دی حالانکہ بات ایسے نہیں جیسے

آنجناب نے کہا، بلکہ بڑی سنجیدگی سے غور کریں کہ اس کے یہ نتائج نکلتے ہیں۔ اب مرزا قرآن مجید کی آیت پڑھ کر کہتا ہے کہ یہ آیت مسیح علیہ السلام کے متعلق ہے پھر کہتا ہے یہ مرزا کی کتاب اربعین نمبر۲ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ص ۲۷ پر مرزا نے لکھا ہے کہ:

" میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی (الہامات) میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کردیں۔"

مرزا نے قرآن پڑھ کر کہا کہ یہ آیات مسیح کے متعلق ہیں اور وہ زندہ ہیں۔ پھر کہا کہ الہامات سے معلوم ہوا کہ وہ فوت ہوگئے اور ان آیات کا میں مصداق ہوں۔ کیا مرزا قادیانی کے الہام سے قرآن مجید منسوخ ہوگیا؟۔

چوتھی استدعا...... اب میری آپ سے چوتھی استدعا ہے کہ آپ اپنے قادیانی مربیوں سے معلوم کریں کہ جو شخص اپنے الہام سے قرآن مجید کو منسوخ کرے اس سے بڑا کافر کوئی اور ہوسکتا ہے؟۔ باقی رہا آنجناب کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے پھر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کیا۔ میاں صاحب! فلاں شخص زندہ ہے یہ خبر ہے۔ فلاں طرف رخ کرکے نماز پڑھو یہ حکم ہے۔ احکام میں نسخ ہوتا ہے اخبار میں نسخ نہیں ہوتا...... جب حضور ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے وہ صحیح تھا۔ جب رخ بیت اللہ شریف کی طرف کیا تو یہ بھی صحیح تھا، اس لئے کہ یہ احکام ہیں اور یہ دونوں صحیح ہیں۔ لیکن فلاں شخص زندہ ہے، نہیں فوت ہوگیا ان دونوں میں سے ایک بات صحیح ہوگی دوسری غلط، دونوں صحیح نہیں ہوسکتیں۔ اس وضاحت کے بعد فقیر نے براہین احمدیہ چہار حصص کے لاہوری ایڈیشن ص ۳۱۷ کی عبارت پیش کی (قادیانی ایڈیشن ص ۵۰۵)

" عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۰ "

جس کی تفصیل میں مرزا نے الہامی طور پر اقرار کیا کہ " حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے " لیجئے یہ دوسری آیت ہے۔

قادیانی نمبردار...... آپ مرزا قادیانی کو کیوں لیتے ہیں۔ اس کو چھوڑیں قرآن سے ثابت کریں۔

فقیر...... میں سمجھ گیا آپ مرزا سے الٹے الرجلی ہوگئے ہیں کہ ان کا قرآنی ترجمہ بھی آپ کو

قبول نہیں۔ لیجئے میں آیات قرآنی پیش کرتا ہوں۔ وما قتلوہ وما صلبوہ۔۔۔۔ بل رفعہ اللہ وکان اللہ عزیزا حکیما وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ • وانہ لعلم للساعہ • (امکان نزول کے لئے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم •) آسمان کا لفظ کہاں ہے اس کے اثبات کے لئے : آامنتم من فی السماء • ۔۔۔۔۔ قد نری تقلب وجھک فی السماء • مزید آامنتم من فی السماء • یعیسی انی متوفیک و رافعک • وجیھاً فی الدنیا والاخرہ • اذ علمتک الکتاب والحکمۃ • تکلم الناس فی المھد وکھلا • پر تفصیل سے پون گھنٹہ تقریباً گفتگو کی (جس کی تفصیلات کے لکھنے کے لئے وقت چاہیے پھر سہی) اس پر قادیانی نمبردار نے کہا۔

قادیانی نمبردار۔۔۔۔۔۔۔ اچھا کافی وقت ہوگیا ہے میں غور کروں گا۔

فقیر۔۔۔۔۔۔۔ نہیں جناب یہ تو آپ کی ڈیمانڈ تھی۔ قرآن مجید کے بعد حدیث شریف کا نمبر آتا ہے وہ سنیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے ص ۸۴ پر بخاری شریف ص ۴۹۰ کی روایت نقل کی ہے۔ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم • ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم • قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا، عادل، حاکم ہوگا، صلیب کو توڑ ڈالے گا، اور خنزیر کو قتل کردے گا جنگ اٹھا دی جائے گی۔ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا، اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اور اسی کتاب ازالہ اوہام کے ص ۸۷ پر صحیح مسلم شریف کی روایت ہے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فبینما ھو کذالک اذ بعث اللہ المسیح مریم فینزل عند منارہ البیضا شرقی دمشق بین مھروزتین واضعا کیفہ علی اجنۃ الملکین۔۔۔۔۔۔۔۔ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ • ان حالات میں عیسیٰ بن مریم کو اللہ تعالیٰ بھیجیں گے جو (جامع) دمشق کے سفید شرقی منارہ پر نازل ہوں گے وہ دو زرد رنگ کی چادریں پہنی ہوئی ہوں گے۔ دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔ دجال کو مقام " لد " پر پاکر قتل کردیں گے۔

(باقی آئندہ)

جماعتی سرگرمیاں

مرکزی دفتر ملتان میں شوریٰ کے اجلاس کی رپورٹ

توہین رسالت قانون میں کسی قسم کی ترمیم کی اجازت نہیں دی جائے گی

علماء کرام ترامیم کے سلسلے میں مشاورتی اجلاس میں شرکت سے گریز کریں

توہین رسالت قانون کا اطلاق صرف عیسائیوں پر نہیں مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے

انبیاء کرام کی توہین کے مرتکب کے لئے سزائے موت بھی ناکافی ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے اجلاس میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ اور دیگر علماء کرام کی اپیل

ملتان (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے فیصلوں کا اعلان کرتے ہوئے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے حکومت پر واضح کیا کہ توہین رسالت قانون کے سلسلے میں نہ قانون میں کسی قسم کی ترمیم اور نہ اس کو غیر موثر بنانے کے لئے طریقہ کار میں کسی قسم کی تبدیلی کی اجازت دی جائے گی۔ اگر حکومت عیسائیوں یا امریکہ اور مغرب کے دباؤ پر ایسا کوئی فیصلہ کیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پاکستان کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کے اشتراک سے حکومت کے اس اقدام کے خلاف تحریک چلانے سے گریز نہیں کرے گی کیونکہ یہ مسئلہ اسلام کی بقاء اور نبی اکرم ﷺ کی اعظمت کے تحفظ کا ہے۔ پاکستانی قوم ہر چیز برداشت کر سکتی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی ناموس پر کسی قسم کا حرف برداشت نہیں کر سکتی۔ اپنے ملک میں ملکہ کی توہین پر سزا دینے والوں کا پاکستان میں انبیاء کرام علیہ السلام کی توہین پر سزا دینے کو انسانی حقوق کے خلاف قرار دینا احمقانہ فعل کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں رہنے والی تمام قومیں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ پاکستان میں حضور ﷺ کی ذات پر حملہ کرنے والوں کو کسی طرح بھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس قانون میں تبدیلی کر کے کسی مجرم کو بچانے کی کوشش کی گئی تو مسلمان خود ہی توہین رسالت کے مجرمین کو سزا دینے سے گریز نہیں کریں گے۔ توہین رسالت قانون کے نفاذ کے لئے عیسائیوں اور یہودیوں کو مطمئن کرنا یا ان کو راضی کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں

واضح اعلان کردیا کہ یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم ان کا دین اختیار نہ کرلو۔ اس لئے مجلس شوریٰ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ حکومت کی جانب سے بلائے گئے کسی ایسے اجلاس میں شریک نہ ہوں جس میں اس قانون یا اس کے طریقہ کار میں تبدیلی کے لئے مشاورت کی جارہی ہو اس قسم کے تمام اجلاسوں کا مکمل بائیکاٹ کرکے علماء واضح کریں کہ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم یا تبدیلی کے لئے بات چیت کی بھی گنجائش نہیں اور نہ ہی اس بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔ ہم عیسائیوں پر یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ یہ قانون صرف عیسائیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے بھی ہے۔ اگر کسی مسلمان نے نبی اکرم ﷺ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام یا دیگر انبیاء کرام علیہ السلام کی توہین کرنے کی جسارت کی تو پاکستانی مسلمان اس قانون کے تحت اس کو بھی سزائے موت دلوا کر رہیں گے۔ اور اگر حکومت نے پس پیش کیا تو مسلمان اس کا خود انتظام کریں گے۔ انبیاء کرام علیہ السلام کی توہین پر ہماری نظر میں صرف سزائے موت ہی کافی نہیں بلکہ ایسے افراد کو ایسی عبرت ناک سزائیں دی جائیں کہ تاریخ اس سے عبرت حاصل کرے۔ قادیانی' عیسائی' یہودی اور امریکہ اگر اس قانون کو ختم کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ ہم امریکہ اور مغربی ممالک پر واضح کردینا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمان کے مذہبی معاملات میں مداخلت بند کردیں۔ ورنہ مسلمان مجبور ہوں گے کہ وہ ان ممالک کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کریں۔ اجلاس میں صدر پاکستان جناب رفیق تارڑ' وزیر اعظم نواز شریف' وزیر مذہبی امور راجہ ظفرالحق سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس قانون کے سلسلے میں پالیسی بیان واضح طور پر جاری کریں اور اس میں ترمیم کے سلسلے میں مشاورتوں کا سلسلہ بند کرکے دو ٹوک اعلان کریں کہ اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کی جائے گی۔ اجلاس میں عیسائی برادری سے اپیل کی گئی کہ وہ امریکہ اور مغربی ممالک کے آلہ کار بن کر توہین رسالت قانون کے سلسلے میں احتجاج سے گریز کریں اور مسلم اکثریت کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اجلاس میں بھارت کی جانب سے ایٹمی دھماکے کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اسلامی حکومت کے مطابق دفاعی تیاری کے لئے بھرپور اقدامات کرے۔ اجلاس میں حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا اللہ وسایا' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا نور الحق نور' مولانا قاضی عبدالمالک' مولانا بشیر احمد' حاجی بلند اختر نظامی' حاجی فیض احمد' حاجی سیف الرحمن' حکیم محمد یونس' صاحبزادہ عزیز احمد' صاحبزادہ حافظ محمد عابد' میاں خان محمد سرگانہ' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا قاضی عزیز الرحمن' قاری محمد یوسف عثمانی' وغیرہ نے شرکت کی۔

پشاور ہائی کورٹ میں کمترین کا بیڑہ غرق

پشاور (خصوصی رپورٹ) کذاب مدعی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے پیرو کاروں کے متعلق مشہور ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مرزائی غیر مسلم اپنی ارتدادی تبلیغ کے لئے زن وزر کے سہارے مسلمانوں کے متاع ایمانی پر ڈاکہ ڈال کر ان کو جہنم کا ایندھن بنانے میں ہمہ وقت لگے ہوئے ہیں' اور یہ بات بھی مشہور ہے اور سچ بھی ہے کہ ہر چھوٹا بڑا مرزائی مسلمانوں کو خاتم النبیین ﷺ کے دامن اقدس واطہر سے جدا کر کے مرزا کذاب کے منحوس ونجس دامن سے وابستہ کرنے کی کوشش میں سرکاری وغیر سرکاری عہدوں سے بھی ناجائز فائدہ اٹھانے کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتے۔ مرزائی غیر مسلموں کی اس قسم کی حرکتوں کا ریکارڈ محفوظ ہے۔

نیز فحاشی اور عیاشی کی رنگین داستانیں تاریخ محمودیت میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ برطانوی سامراج کے اس خود کاشتہ پودے نے دجل وفریب اور کذب بیانی میں شیطان لعین کو بھی مات دی ہوئی ہے۔ اسی دجل اور دھوکے کی ایک جھلک پشاور ہائی کورٹ بار کونسل کے صدارتی انتخاب میں اس وقت سامنے آئی جب قادیانی حسام الدین غیر مسلم صدارتی عہدے پر قبضہ کرنے کے لئے اس مشہور مثال کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو شہر کا رخ کرلیتا ہے' یہ قادیانی ذلت اور رسوائی سے دوچار ہونے کے لئے صدارت کے عہدے کے لئے میدان میں کود پڑا۔ اس صدارتی عہدے کے لئے چار امیدوار تھے۔ جن میں پیپلز پارٹی' جمیعت علماء اسلام' جماعت اسلامی' کے امیدوار قاضی احسان اللہ صاحب' نیشنل عوامی پارٹی کے برکندی صاحب' آزاد امیدواروں میں جناب سعید بیگ صاحب اور قادیانی غیر مسلم حسام الدین تھے۔

انتخابی مہم پر تمام امیداور اپنے انداز سے مصروف تھے کہ ۸ محرم کے اخبار روزنامہ مشرق پشاور میں قادیانی دجل وفریب پر مبنی خبر شائع ہوئی کہ نیشنل عوامی پارٹی نے اپنے نمائندے برکندی صاحب کو حسام الدین کے حق میں انتخاب سے دستبردار کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ مشرق کی اس خبر نے دینی حلقوں میں غیر مسلم قادیانی حسام الدین کا الیکشن میں حصہ لینے کا راز فاش کردیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا نورالحق نور نے فوری طور پر بعض وکلاء حضرات سے رابطہ قائم کرکے حسام الدین کے قادیانی ہونے سے ان کو آگاہ کیا۔ عدالتوں میں ۹ اور ۱۰ محرم کی تعطیل کی وجہ سے وکلاء سے مزید رابطہ نہ ہوسکا۔ ۱۱ محرم بروز جمعہ ہائی کورٹ بار روم میں جناب سعید بیگ صاحب اور قاضی احسان اللہ سے ملاقات کی کوشش کی لیکن ہردو حضرات پشاور سے باہر دورہ پر تھے مولانا نے کچھ لٹریچر مرزائیت کے سلسلہ میں تقسیم کیا۔

اسی دن آپ نے اپنے جمعہ کے خطاب میں مرزائیوں کی اس سازش کو بے نقاب کیا۔

نماز جمعہ میں اتفاقاً" چند وکلاء بھی موجود تھے جنہوں نے دوسرے روز اس خطاب جمعہ سے اپنے دیگر ساتھیوں سے رابطہ کر کے مرزائیوں کی سازش سے ان کو آگاہ کیا اور خبردار کیا کہ مرزائی وکیل کامیاب نہ ہوسکے۔ اتوار کے روز مولانا صاحب کا رابطہ قاضی احسان اللہ صاحب سے فون پر ہوا۔ اس طرح ملاقات کا وقت طے کر کے قاضی صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔ بار روم میں لٹریچر کی تقسیم اور جمعہ کی تقریر کی مکمل تفصیل وکلاء برادری سے ان کے علم میں آچکی تھی۔ جس پر انہوں نے مجلس کے اس جذبہ کو سراہتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ختم نبوت کی برکت ہی مرزائی کی شکست کا ذریعہ ہوگی۔ اس موقع پر مولانا نے جماعتی لٹریچر کے لئے ۷'۷ رسائل پر مشتمل بہت بڑی تعداد میں سیٹ وکلاء میں مفت تقسیم کرنے کے لئے پیش کئے۔ اس موقع پر جناب شہاب الدین برق ایڈوکیٹ اور شکیل احمد ایڈوکیٹ بھی موجود تھے جنہوں نے مجلس کے اس دینی جذبہ کی تعریف کرتے ہوئے مجلس کو اپنی قانونی خدمات مفت پیش کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ مولانا نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وکلاء کے اس عشق رسول ﷺ کے جذبہ کو سراہا۔

مولانا نے مرکزی دفتر ملتان سے رابطہ کر کے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کو صورتحال سے آگاہ کیا اور ان کے مشورہ سے وکلاء حضرات سے فرداً" فرداً" ملاقاتیں کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اس سلسلہ میں مولانا قاری فیاض الرحمن صاحب' مولانا خیر البشر صاحب' مولانا سید امام شاہ صاحب' مولانا سعید الدین شیرکوٹی صاحب' مولانا سید مبارک شاہ صاحب' نے وکلاء حضرات سے ملاقاتیں کر کے مرزائیوں کے خطرناک عزائم سے ان کو آگاہ کیا۔ الحمدللہ تمام وکلاء صاحبان نے وعدہ کیا کہ ہم قادیانی کے خلاف جس امیدوار کی بھی پوزیشن اچھی ہوگی اس کو سپورٹ کر کے پوری ہمت سے اسی کو کامیاب کرائیں گے' اور یہ سب کچھ ہم محمد عربی ﷺ کے امتی اور آپ ﷺ کی شفاعت کے طلبگار ہونے کے ناطے کریں گے۔ بفضلہ تعالیٰ وکلاء صاحبان نے غیرت ایمانی کے جذبہ سے ۱۹ مئی کو محبت رسول اللہ ﷺ کا عملی ثبوت فراہم کیا۔ انتخابی نتیجہ کے اعلان کے مطابق ہر دو مسلم ممبران نے ۲۲۳ ووٹ حاصل کئے جس میں ۱۱۸ ووٹ قاضی احسان اللہ صاحب ۱۰۵ ووٹ جناب سعید بیگ صاحب اور قادیانی وکیل ۶۵ ووٹ لے کر ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا۔

اگرچہ قادیانی وکیل کو اے این پی کی سپورٹ بھی حاصل تھی ان ۶۵ ووٹوں میں اکثریت بے خبر اے این پی کے وکلاء کی تھی۔ معلوم ہوا کہ انتخابی نتیجہ کے اعلان کے بعد مرزائی اور اس کے حواری اس طرح غائب ہوئے جس طرح گدھے کے سر سے سینگ۔

اس کامیابی پر جہاں ہم جناب قاضی احسان اللہ صاحب ایڈوکیٹ اور مسلمان وکلاء صاحبان کو

مبارک باد پیش کرتے ہیں' وہاں ہم اپنی کوتاہیوں کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم پشاور سے باہر وکلاء برادری سے بروقت رابطہ کرسکتے تو یہ ۶۵ ووٹ بھی قادیانی وکیل کو نہ ملتے۔ شنید ہے کہ اس شکست فاش اور ذلت و رسوائی پر مرزائی مرزا کذاب قادیانی کا یہ شیطانی الہام کو اس کی صورت میں رو رو کر گا رہے ہیں کہ :

" کمترین کا بیڑہ غرق " " کمترین کا بیڑہ غرق "

ڈیرہ اسماعیل خان میں کل جماعتی کنونشن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ اسماعیل خان کے زیر اہتمام ہر طبقہ فکر کی تمام سیاسی' مذہبی تجارتی' پارٹیز پر مشتمل ایک نمائندہ ضلعی کنونشن زیر صدارت شیخ الحدیث مولانا علاؤالدین صاحب منعقد ہوا۔ کنونشن میں قانون توہینِ رسالت کے خاتمہ کے لئے امریکہ سمیت پورے مغربی استعمار اور انسانی حقوق کے مبینہ علمبرداروں کی جانب سے حکومت پاکستان پر دباؤ اور اقتصادی پابندیاں لگانے کی دھمکیوں کی پرزور مذمت کی گئی ہے۔ کنونشن سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر محمد ریاض الحسن گنگوہی' ناظم تبلیغ قاضی عبدالحلیم' مولانا غلام رسول' صاحبزادہ شمس الدین' شریعت کونسل مولانا عبدالرحمٰن' خلیفہ عبدالقیوم' سپاہ صحابہ' ڈاکٹر عبداللہ ظفری مسلم لیگ' مولانا احمد یار حرکت الانصار' سہیل احمد' اعظمی ڈیرہ یونین آف جرنلسٹ' قاری محمد نواز فاروقی' شیخ عزیزالرحمٰن جمعیت علماء اسلام' ماسٹر محمد اسلم سندھی' سید نزاکت علی گیلانی' جماعت اہل سنت بریلوی' وزیر زادہ محمد ادریس خان' سلیم جان ایڈووکیٹ' عصمت اللہ خان' صدر آل ٹیچرز ایسوسی ایشن طارق اعوان' سابقہ صدر محمد اکرم' عابد قریشی پریس رپورٹر' مولانا احمد شعیب' قاری محمد یوسف جمعیت علماء اسلام (س)' راجہ اختر علی اور پیر عبدالوحید زکوڑی' تحریک استقلال نے خطاب کرتے ہوئے کہا قانون توہین رسالت دفعہ 295/C کے خلاف امریکہ سمیت پوری مغربی دنیا اور انسانی حقوق کے مبینہ علمبرداروں نے قادیانیوں کے ایماء پر مسلمانوں کے خلاف سرد جنگ شروع کر رکھی ہے اور اس قانون کو ختم کرنے کے لئے بھرپور دباؤ حکومت پاکستان پر ڈالا ہوا ہے۔

گزشتہ دنوں عیسائیوں کے پادری بشپ جان جوزف کی خودکشی کو اس قانون کے خلاف استعمال کرکے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ملک میں خون خرابہ کرانے کا منصوبہ ہے۔ حضور ﷺ کی ناموس اور مقام کا تحفظ مسلمانوں کا دین اور جزو ایمان ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے مسلمان کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ عیسائیوں اور قادیانیوں کو چاہیے کہ وہ اس ملک میں اقلیت بن کر رہیں تو اسلام نے جو اقلیتوں کو حقوق دیئے ہیں ہم اس کی پاسداری کریں گے۔ اگر ہمارے مذہب اور ہمارے انبیاء علیہ السلام کی شان میں گستاخی اور

مذاق کیا گیا تو مسلمان اسے قطعاً برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ مسلمان کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ گستاخ کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ مغربی سامراج کے دباؤ کو کروڑوں مسلمانوں کے جذبات واحساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے قبول نہ کرے۔ حکومت پاکستان نے اگر قانون توہین رسالت میں کوئی ترمیم یا لچک پیدا کرنے کی کوشش کی تو اس کے گھناؤنے نتائج بر آمد ہوں گے۔ اور مسلمان اپنے عقیدہ اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے سر پر کفن باندھ کر میدان عمل میں نکل آئیں گے۔ کیونکہ قانون توہین رسالت حضور ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کی ناموس اور مقام کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے۔ جس کی خلاف ورزی کرنے والے کی سزا موت ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جن اسلام دشمن قوتوں نے اسلام، پاکستان اور قانون توہین رسالت کے خلاف جلوس نکال کر نعرہ بازی کر کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا کیا ہے ان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

حیدر آباد، گلارچی، کنری، نواب شاہ، گمبٹ، سکھر میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت کانفرنسیں اور خطابات

گلارچی (رپورٹ محمد ابوبکر) مولانا علامہ احمد میاں حمادی، مولانا اکرام الحق الخیری، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد علی صدیقی، ماہ اپریل ۹۸ء میں صوبہ سندھ میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کے پیش نظر مذکورہ مقامات پر ختم نبوت کے عنوان پر تبلیغی پروگرام ترتیب دیئے گئے جو الحمد للہ بہت کامیاب رہے۔

ملتان سے حضرت مولانا اللہ وسایا اور حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے خصوصیت سے شرکت کی۔ تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں کے یہ اجتماع بعد نماز عشاء شروع ہوتے اور رات گئے تک جاری رہتے۔ ان میں علاقہ کے علماء کرام، وڈیروں اور دور نزدیک کے کثیر تعداد میں مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔ آخری پروگرام گمبٹ ضلع خیرپور میرس میں تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے احباب کے جوش وجذبہ اور ان تھک محنت کی وجہ سے یہ پروگرام مثالی رہا۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے تمام اراکین نے پبلسٹی اور دعوت علاقہ بھر کے عوام خواص کو بھرپور انداز میں دی۔ گمبٹ کے مجاہدین ختم نبوت ایک جلوس کی شکل میں زیر قیادت مولانا صدیق شیخ، حافظ ظہور احمد شیخ، قاری منیر احمد سومرو، اعجاز اللہ شیخ، محمد امین شیخ، منیر احمد شیخ، عبدالرزاق

شیخ، ریلوے اسٹیشن پر وفد ختم نبوت کا پرتپاک استقبال کیا۔ فاروق اعظم چوک گمبٹ میں رات 30 : 2 بجے تک ختم نبوت کانفرنس جاری رہی۔ حاضرین وسامعین کی تعداد مثالی تھی۔ مقررین میں پہلا خطاب قاری محمد انور چنمور نے کیا، انہوں نے قادیانی فتنہ کی صد سالہ شرانگیزی پر خوب روشنی ڈالی۔ مولانا عبدالرب لنڈ نے اپنے خطاب میں حکمرانوں کو متوجہ کیا، کہ ملکی قوانین جب قادیانیت کی تبلیغ کی اجازت نہیں دیتے تو ان قوانین پر مکمل عمل درآمد کیوں نہیں کرایا جاتا۔ انہوں نے زور دیا کہ مرزائیوں کی تبلیغ پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ جمیعت علماء اسلام خیرپور کے سیکرٹری مولانا محمد رمضان صاحب نے غازیان وشہدائے ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا۔ ان شہداء کی قربانیوں اور غازیان کی مسلسل جدوجہد سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے کنوینر مولانا علامہ احمد میاں حمادی کے خطاب سے قبل جناب امداد اللہ خان نے سامعین کو اپنے نعتیہ کلام سے گرمایا۔ علامہ حمادی نے مسئلہ ختم نبوت پر مفصل روشنی ڈالی۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی ملعون تک کذابین ودجالین کی اسلام دشمن سرگرمیاں بیان کیں۔ آپ نے اس بات کی اہمیت پر زور دیا کہ قادیانی آستین کے سانپ ہیں۔ ان سے مکمل بائیکاٹ کرنا اور ان کی زہرناکیوں سے نوجوانوں کو مسلسل آگاہ رکھنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اسٹیج سیکرٹری جناب عبدالواحد بروہی نے دعوت خطاب مرکزی رہنماؤں کو دی تو پنڈال میں موجود عوام نے نعرہ تکبیر" اللہ اکبر ختم نبوت زندہ باد "کے زبردست نعروں سے ان کا خیرمقدم کیا۔ سپاس نامہ مولانا نعمت اللہ صاحب نے پیش کیا۔ جن میں خصوصاً" تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے علماء کرام اور ان احباب کو مبارک باد دی جنہوں نے ایک مسلم نوجوان کو قادیانیوں کی مرزائی بنانے کی کوشش کو ناکام بنادیا۔ جناب محمد زاہد حمادی نے اس بات کو اجاگر کیا کہ نوجوانوں کی اس مسئلہ پر کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ان کو احسن طریقہ سے پوری کرنے پر زور دیا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے گمبٹ میں قادیانیوں کی ایک مسلمان کو قادیانی بنانے کی مذموم کوشش پر گمبٹ شہر کے غیور مسلمانوں کی بروقت کاروائی پر انہیں مبارک باد دی اور اسلامی تنظیموں، جماعت اہل سنت، تاجر برادری کے سرکردہ حضرات سید شفقت علی شاہ، جناب صفدر علی، عبداللطیف شیخ کے مثالی کردار پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ ختم نبوت کے رضاکاروں پر مقدمات کی واپسی اور قادیانیت کی تبلیغ روکنے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے مزید کہا کہ انتظامیہ قادیانیوں کو لگام دے ورنہ ہمیں انہیں لگام دینا آتی ہے۔

خطیب لاثانی حضرت مولانا میر محمد مینجراہ نے آخری خطاب فرمایا۔ موصوف نے قادیانیوں کے خلاف اسلام عقائد ونظریات پر تفصیلاً" روشنی ڈالی اور فرمایا کہ قادیانی سیاسی اور مذہبی طور پر اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کے غدار ہیں۔

فتنہ قادیانیت سے متعلق ایک خط کا جواب

مولانا قاضی احسان احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

آپ کا خط ملا' مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو احمدی کہنا جائز نہیں' اس لئے کہ قرآنی آیت "ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" نے متعین فرمایا کہ احمدؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے مرزا غلام احمد تھا احمد نہیں تھا' اس لئے مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو مرزائی یا قادیانی کہیں گے۔

نمبر۱:۔ قادیانیوں کے کون کون سے کفریہ عقائد ہیں جن کی بنیاد پر وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نمبر۲:۔ ان کے ساتھ تعلقات' لین دین' شادی بیاہ کس حد تک جائز ہے؟

نمبر۳:۔ حضور علیہ السلام کے بعد جو شخص دعویٰ نبوت کرے تو اس کی شرعاً" سزا کیا ہے۔

جواب:۔ اللہ رب العزت نے نبوت کے سلسلہ کی ابتداء حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونا اتنا بڑا اعزاز ہے جس کے لئے سابقہ انبیاء علیہم السلام تمنائیں اور آرزوئیں کیا کرتے تھے' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق فرمایا۔ **انا حظکم من الانبیاء و انتم حظی من الامم**

ترجمہ:۔ نبیوں میں سے میں صرف تمہارے حصہ میں آیا ہوں۔ امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو۔ اب جو شخص رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور نبوت کے دعویدار کو نبی مانتا ہے تو وہ حضور علیہ السلام کی امت سے نکل کر اس شخص کی امت میں داخل ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے ۔ مسلمانوں کی' قادیانیوں سے علیحدگی کی' قادیانیوں اور مسلمانوں کے عقائد میں زمین آسمان' کفر و اسلام کا فرق ہے۔

(الف) مسلمان حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین مانتے ہیں' امت کے نزدیک اس کا اجماعی معنی یہ ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں' قادیانی اس اجماعی معنی کا انکار کر کے نبوت کو جاری مانتے ہیں۔ جو عالم اسلام کے نزدیک کفر ہے۔

(ب) حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے' اس پر پوری امت کا اجماع ہے ہماری تمام علم الکلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع' کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بے شمار مقامات پر اپنی کتابوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے مثلاً" اس کی کتاب دافع البلاء ص ۱۱ پر ہے' مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ "سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" اور حقیقت الوحی اور ایک غلطی کے ازالہ میں اپنے آپ کو نبی اور رسول قرار دیا۔

(ج) مرزا نے اپنے اوپر وحی نبوت کے نزول کا دعویٰ کیا ہے اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دیا ہے جو کہ کفر ہے۔

اس لئے کہ قرآن مجید اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو رب کریم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی ہے' اور جس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود لی ہے اب جو شخص اس قسم کی بات کرے کہ

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطاء
ہمچوں قرآن منزاش دانم
از خطاء ہمینست ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وحید

ترجمہ :۔ جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں' خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطاء سے پاک سمجھتا ہوں قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے یہ میرا ایمان ہے' خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے۔

"خدائے پاک وحدہ' کے منہ سے"

نزول مسیح ص ۹۹ روحانی خزائن ص ۴۷۷' ج ۱۸

ما انا الا کالقرآن ـــ قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا) منہ کی باتیں ہیں۔

تذکرہ ص ۶۷۴ طبع چہارم میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱' روحانی خزائن ص ۲۲۰' ج ۲۲

(د) مرزے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا ارتکاب کیا کسی بھی اللہ رب العزت کے نبی کی توہین کفر ہے' اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ رب العزت کی بھیجی ہوئی وہ جماعت ہے جس کا قدرت نے خود انتخاب فرمایا ہے' پس اب جو شخص انبیاء کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے وہ دراصل اللہ کے انتخاب کی توہین کرتا ہے ایسی ہی توہین آمیز گفتگو مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ آپ عیسیٰ علیہ السلام کا خاندان نہایت پاک مطہر ہے' تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ نعوذ باللہ

دیکھئے ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷' روحانی خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۱

۲۔ مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو' نہ زاہد' نہ عابد' نہ حق کا پرستار' متکبر' خود بین' خدائی کا دعویٰ کرنے والا ــــــ دیکھئے مکتوبات احمدیہ ص ۲۱' تا ص ۲۴ ج ۳

۳۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ

پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔
دیکھئے نسیم دعوت ص ۶۹' روحانی خزائن ص ۴۳۴' ص ۴۳۵ ج ۱۹

۴۔ لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت ہوئی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطار ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔
(دیکھئے' مقدمہ دافع البلاء ص ۴' روحانی خزائن ص ۲۲۰' حاشیہ ج ۱۸

۵۔ میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔۔۔ (ریویو' ج ۱' ص ۱۲۴' ۱۹۰۲ء

۶۔ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ بھی نہیں ہوا۔
(دیکھئے ضمیمہ انجام آتھم ص ۶' حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۹۰' ج ۱۱

۷۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو' اس سے بہتر غلام احمد ہے' (دافع البلاء ص ۲۰' روحانی خزائن ۲۴۰' ج ۱۸

(ھ) پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کی توہین موجب کفر ہے اس سے بڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا یہ تو کفر عظیم ہے چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

(۱) اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کا کسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ (دیکھئے اعجاز احمدی ص ۷۱' روحانی خزائن ۱۸۳' ج ۱۹)

(۲) محمد رسول اللہ والذین معہ ـــــــ بینھم' الایتہ' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی
(دیکھئے ایک غلطی کا ازالہ ص ۴' روحانی خزائن ص ۲۰۷' ج ۱۸

(۳) محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھئے قادیاں میں ـــــ اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

۴۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' کلمتہ الفصل

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے' مرزا قادیانی کا مکتوب مندرجہ الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء

(د) مرزا غلام قادیانی کہتا ہے کہ جو مجھ کو نہیں مانتے وہ تمام کے تمام کافر ہیں گویا کہ مرزے نے تمام امت کے کفر کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ لکھتا ہے۔

۱۔ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ـــــ تذکرہ ص ۶۰۰ الہام مارچ ۱۹۰۶ء

۲۔ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا

نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

آئینہ صداقت ص ۳۵' مصنفہ مرزا محمود احمد

۳۔ جو میرے مخالف تھے' ان کا نام عیسائی' یہودی' مشرک رکھا گیا۔

نزول المسیح ص ۴' روحانی خزائن ص ۳۸۲' ج ۱۸' حاشیہ

۴۔ اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ہے۔ انوار الاسلام ص ۳۰' روحانی خزائن ۳۱' ج ۹

مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے یہ وہ وجوہ کفر ہیں جن کی بنیادوں پر ان کو کافر اور مرتد قرار دیا گیا ہے علماء کرام' مقامی عدالتوں کے سپریم کورٹ' رابطہ عالم اسلامی کی وہ میٹنگ جس میں دنیا بھر کی مسلم تنظیموں کے اسلامی سکالر و مفتی حضرات جمع تھے پاکستان کی پارلیمنٹ وغیرہ ان سب نے قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے' لہٰذا ان کے کفر و ارتداد میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں (واللہ عالم)

۲۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور ہمارے ایمان کا یہ جزو اعظم ہے کہ ہر اس شخص سے ہمارا کوئی تعلق' کوئی ملاقات' کوئی رشتہ نہ ہو جو حضور کی ختم نبوت' حضور کی رسالت اور حضور کی توہین کا مرتکب ہو لہٰذا قادیانی ایسے افراد ہیں جن میں یہ تمام چیزیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں اور ان کا مقصد اعظم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین حنیف سے دور کرنا اور اسلام کی دشمنی کو اتم درجہ تک کرنا لہٰذا قادیانیوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہ ہونا چاہئے نہ ان کے ساتھ رشتہ ازدواجی قائم کیا جائے' اور نہ ان سے معاشرتی طور کا کوئی تعلق قائم کیا جائے اللہ کریم ہمیں اپنے ایمان کی سلامتی نصیب فرمائے اور اپنے دنیاوی اغراض و مقاصد کو اپنے دین اور ایمان کے لئے قربان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا مسلمانوں کے متعلق طرز عمل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔۔۔۔ برکات خلافت مجموعہ تقاریر محمود ص ۲۵

۲۔ پانچویں بات جو کہ اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے وہ غیر احمدی کو رشتہ دینا ہے جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً" حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے اور ان کو تم کافر سمجھتے ہو مگر وہ اس معاملہ میں تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے' مگر احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔ (ملائکتہ اللہ ص ۴۶' مصنفہ مرزا محمود)

۳۔ پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی کافر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔

۴۔ غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچہ کا بھی جائز نہیں۔ (انوار خلافت ص ۱۹۳ از مرزا محمود' الفضل مورخہ ۲۱/ اگست ۱۹۱۷ء

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام میں سے آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کسی قسم کی نہ

ظلی نہ بروزی' نہ کسبی نہ وھبی کوئی نبوت نہیں ہے نبوت و رسالت کا دروازہ حضور اقدس پر حق تعالیٰ نے بند کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون (دجالون) کلھم' یزعم انہ نبی و انا خاتم النبین لا نبی بعدی۔۔۔ الحدیث او کما قال علیہ الصلوۃ والسلام)

ترجمہ:۔ بے شک عنقریب میری امت میں تیس (۳۰) کذاب دجال پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا دعوئی نبی ہونے کا ہو گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔"

اس حدیث شریف سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کا مدعی ہو اور وہ نبوت کا بھی مدعی ہو تو وہ دجال اور کذاب ہے۔

آج تک پوری امت کا اس پر اجماع رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوئی کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے دعوئی نبوت کیا تو حضرات صحابہؓ نے اس کو مرتد اور کافر یقین کر کے اس کے خلاف جہاد کیا اور اس کو واصل جہنم کر کے دم لیا۔

باقی جھوٹے مدعی نبوت کی سزا بہرحال شریعت محمدی میں قتل ہے جیسا کہ سنت صدیقی اس پر شاہد عدل ہے اس پر عمل کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

مسلمان بھائیوں کے نام ایک خط

شیخ بشیر احمد : کنمبٹ

میرے بھائیو ! الحمدللہ اللہ رب العزت کے بڑے احسان واکرام ہیں جس نے ہم کو مسلمان بنایا اس کے بعد اپنے محبوب شافع محشر ساقی کوثر خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی بنایا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد جھوٹی نبوت کے مدعی" ۳۰ " دجال کذاب پیدا ہوں گے لیکن میں آخری نبی ہوں۔ ان دجالوں میں سے ایک دجال مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اس نے ۱۹۰۱ء میں جھوٹی نبوت کا دعوی کیا اور اپنے جھوٹے ماننے والے بنائے۔ اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بات پھیلائی کہ اس وقت جہاد کی ضرورت نہیں۔ ہم حکومت برطانیہ کے زیر سایہ بہت ہی امن سے زندگی گزار رہے ہیں۔ حالانکہ اس وقت کے علماء کرام کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ اس وقت جہاد کی اہم ضرورت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "میں انگریز کا خود کاشتہ پودا" ہوں۔

اس کے بعد ملعون مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصانیف میں ہمارے حضور پاک ﷺ کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ حالانکہ حضور پاک ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ جب تک تم مجھ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کرو گے تم کامل ایمان والے نہیں ہوسکتے۔ شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال ؒ نے فرمایا ہے کہ :

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ایک اور جگہ فرمایا کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ پھر فرمایا' قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔ میرے بھائیو ! ان باتوں کو سامنے رکھ کر ذرا سوچیں۔ عرض یہ ہے کہ قادیانی ایک دہشت گرد ٹولہ ہے جس کا کام فتنہ پھیلانا ہے نہ ان کو دین سے محبت ہے نہ پاکستان سے' ابھی تک انہوں نے پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ کچھ دن گزرے ہیں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے کہا تھا کہ پاکستان کا آئین جس میں خاص کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔ وہ نہ ٹوٹا تو پاکستان ٹوٹ جائے گا۔

ہم اپنے پیارے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض یاداشت کے طور پر اور غور کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں کہ ذرا سوچیں کہ ہم اپنے نبی محسن انسانیت ﷺ کے ساتھ کس قدر محبت کر رہے ہیں۔ خدارا ! اپنی صلاحیتوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے میں ضائع نہ کریں۔ ذرا سوچیں کہ ہمارا اصل دشمن یعنی دین اسلام کا دشمن کون ہے۔ قادیانیوں کی جو جماعت ہمارے حضور پاک ﷺ کے ساتھ محبت نہیں کرسکتی وہ تمہارے ہمارے ساتھ محبت کیسے کرے گی۔ جو ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ سچے نہیں۔ وہ تمہارے ساتھ یا ہمارے ساتھ کیسے سچے ہوسکتے ہیں۔

خدارا ! ذرا سوچیں اور کچھ نہیں کرسکتے تو کم از کم ان سے سوشل بائیکاٹ تو کریں۔ تاکہ ان کو کچھ نہ کچھ تو احساس ہو کہ ہم حضور پاک ﷺ کو خاتم الانبیاء نہیں مانتے اس کی وجہ سے ہمارے ساتھ غیور مسلمانوں نے بائیکاٹ کیا ہے۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے جھولی پھیلا کر التجا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی رضا کی خاطر قادیانیوں کے ساتھ سلام وکلام' کھانا پینا چھوڑ دو تاکہ قیامت کے دن حضور پاک ﷺ کو منہ دکھانے کے قابل بن سکیں

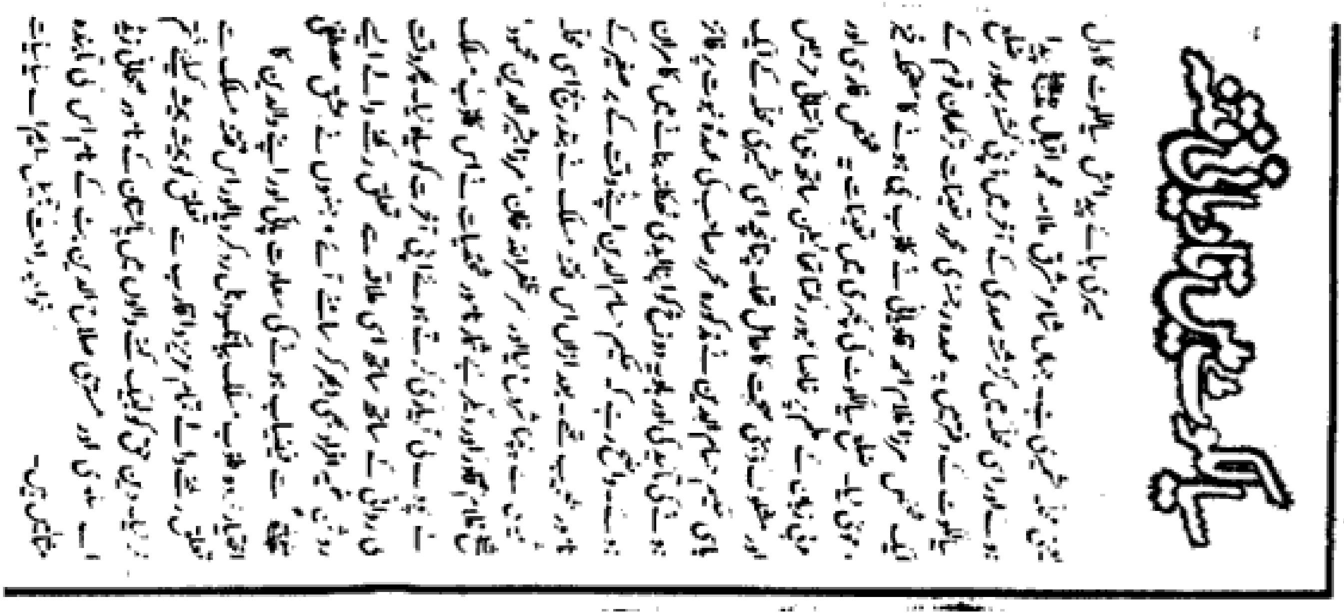

ادارہ

تبصرہ کتب

نام کتاب : نقش دوام

مصنف : مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری

صفحات : ۴۶۳

قیمت : ۱۴۲

ملنے کا پتہ : ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہر گیٹ ملتان

امام العصر‘ شیخ الاسلام‘ محدث اعظم‘ قاطع قادیانیت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات” نقش دوام “مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری نے مرتب فرمائی۔ جس میں آپ کے سوانح‘ علمی وعملی شاہکار‘ سیاسی افکار‘ دینی نظریات‘ قادیانیت ایسے اسلام دشمن گروہ کا احتساب۔۔۔۔۔ اور تحقیقات و تفردات کا ایک بسیط جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ پہلے یہ دیوبند انڈیا سے شائع ہوئی۔ جسے ہندوپاک کے اہل علم اور خانوادہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے علمی متوالوں نے جانفزا سمجھ کر سر آنکھوں پر لیا۔ اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ پاکستان میں اس کی اشاعت کا اہتمام ادارہ تالیفات اشرفیہ کے مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب نے کیا ہے۔ اپنے شاندار ریکارڈ کے مطابق خوبصورت دیدہ زیب اعلیٰ کتابت وطباعت‘ عمدہ کاغذ‘ شاندار رنگین ٹائٹل‘ مظبوط جلد سے اس کو ایک حسین گلدستہ کی شکل دی ہے۔ متعدد تصاویر (غیر جاندار) سے مزین کردیا ہے۔ امید ہے کہ اہل علم اس تحفہ کو پاکستان میں بھی پذیرائی بخشیں گے۔ یہ ایک سو سال کی نہ صرف تاریخ ہے بلکہ شاندار علمی گرانقدر وبیش بہا معلوماتی خزینہ ہے۔

نام کتاب : علماء دیوبند کی یادگار تحریریں (دو جلد)

جامع : حافظ محمد اسحاق صاحب قیمت : ۴۵۰

صفحات : جلد اول ۴۵۲ ۔ جلد دوم ۴۲۴

ملنے کا پتہ : ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہر گیٹ ملتان

مرتب وجامع جناب مولانا محمد اسحاق صاحب آج سے پون صدی قبل کے۔ القاسم‘ الرشید

دارالعلوم دیوبند کے رسالہ جات کی ورق گردانی کر کے علمی' ادبی' تاریخی' یادگار تحریرات اکابر کو ان دو ضخیم جلدوں میں جمع کردیا ہے۔ تقریر و تصنیف ادب و تاریخ کا مہکتا ہوا گلدستہ۔ جس میں دارالعلوم دیوبند کے چمنستان میں پرورش پانے والے اہل قلم وادیب حضرات کی تحریروں کو جو اقساط کی شکلوں میں شائع ہوتی رہیں' یکجا شائع کردیا ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے عکس ہائے تحریر کو بطور یادگار تبرک کے شامل کیا گیا۔ پاکستان میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی اور ہندوستان میں مولانا سید انظر شاہ کشمیری ایسے اکابر نے اس کتاب کی ترتیب پر دلی مسرت کا اظہار کیا ہے۔ کتاب کی ترتیب و عمدہ اشاعت پر مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ ارباب علم و دانش اس تاریخی علمی ادبی جامع ترین دستاویز کی قدردانی فرمائیں گے۔

الشفاء من جانب اللہ

سب دکھوں کا ایک ہی حل ○ بستر اٹھا رائے ونڈ چل

کمزور بوڑھے ہوں یا جوان
علاج کے لئے بس ایک ہی نام

حکیم قاری محمد یونس ایم اے (پنجاب)

دواخانہ تحفظ ختم نبوت نزد سٹی چوک (بنی چوک) سرکلر روڈ راولپنڈی

یاد رکھیے، نماز پنجوقتہ باجماعت میں اللہ رب العزت نے شفا رکھی ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]

نوٹ: بوڑھے حضرات کبھی جوان نہیں بن سکتے ؟!
لیکن اسلامی طریقہ علاج سے زندگی کے جو باقی دن ہیں۔ وہ شاندار طریقے سے گزار سکتے ہیں۔ فون: 551675

اوقات مطب: صبح ۹ بجے تا ۱ بجے [illegible] شام

تم سنبھلنا کہ ابھر آئے ہیں پھر جور و ستم

خون دل دے کے خزاؤں میں ثمر لائیں گے
یوں تیری راہ میں سر دے کے گزر جائیں گے

کون تریاق کہے جام ہلاہل کو مگر
ہم تیرے عشق میں یہ زہر بھی پی جائیں گے

گریہ گل پہ گلستان کو شکایت کیوں ہو
ہم تو شبنم میں بھی آگ کو بھڑکائیں گے

کھیلتے جائیں گے شاہوں کے گریبانوں سے
ہم فقیروں پہ کبھی ایسے نہ آئیں گے

اور ہوں گے جو یہاں موت سے ڈر جاتے ہیں
ہم تو اس موت سے جینے کا مزا پائیں گے

وارث ختم نبوت ہیں محمد ﷺ کے غلام
یہ وہ نغمہ ہے کہ ہم دار پہ بھی گائیں گے

قید کیا چیز ہے وہ دار پہ لے جائیں مجھے
میرے ایمان میں لیکن نہ کمی پائیں گے

جن کی ہیبت تیرے انداز بدل دیتی تھی
اے زمانے کبھی وہ لوگ بھی پھر آئیں گے

تم سنبھلنا کہ ابھر آئے ہیں پھر جور و ستم
ہم تو جانباز ہیں یہ زخم بھی سہہ جائیں گے

مرزا جانباز مرحوم

امانت

فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ
پ۳ ۔ بقرہ ۳۹ ع

جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے اس کو چاہیئے (عندالطلب) ادا کردے اور خدا سے ڈرتا رہے۔

امانت کو بلا اجازت مالک کے اپنے صرف میں لانا یا اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنا منع ہے۔ ہاں اگر صاحبِ مال اس کی اجازت دے دے تو ایسا کرنا جائز ہے اگر امانت ضائع ہو جائے تو صاحبِ مال کو اس کی قیمت لینا جائز نہیں۔ دھوبی کو جو کپڑے دیئے جاتے ہیں اُن کا بھی یہی حکم ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا
پ۵ ۔ النساء ۔ ۸ ع

اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو (عندالطلب) ان کے مالکوں کو واپس کر دیا کرو۔

جس طرح اشیاء میں امانت داری کا حکم ہے۔ اسی طرح اسرار اور مجلس کی باتوں میں بھی خیانت کرنا منع ہے، بلا اجازت کسی کے راز کو افشا کر دینا بھی ایک قسم کی خیانت ہے۔

امانت میں خیانت کرنا منافق کی نشانی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے تو خلاف کرے اور امانت میں خیانت کرے۔

تیرھویں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

سالانہ

ختمِ نبوت کانفرنس

برمنگھم

بمقام جامع مسجد برمنگھم
۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح 9 بجے تا شام 7 بجے

مورخہ ۹ اگست
۱۹۹۸ء بروز اتوار

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ☆ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ☆ مسئلہ جہاد ☆ قادیانیت کے عقائد وعزائم ☆ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ☆ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن۔ ایس ڈبلیو 9,9 ایچ زیڈ یوکے

فون: 071 - 737 - 8199